* ''۳'' دن قربانی کے سلسلے میں موجود آثار صحابہؓ پر اعتراضات کے جوابات۔ (**کفایت اللہ سنابلی اور بعض اہل حدیث حضرات کو جواب**)
* امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۳]
* امام وکیعؒ (م ۱۹۷ھ) اور امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

نوٹ:

حضرات ! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں ۔ اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کی بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے ۔ جزاکم اللہ خیراً

ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے ۔ حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں ۔ ایک پر آ گر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے ۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں، تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں، اور تم زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں ۔ **-محدث ابوالمآثر حبیب الرحمٰن اعظمیؒ**

بادلِ ناخواستہ

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اور دوسرے باطل فرقے اپنی تعلیمات اپنے سننے والوں میں بیان کرنے کی بجائے ہمیشہ دوسروں پر، اکثر غیر مناسب انداز میں اعتراض کرنے کو ترجیح دیتا ہے اور اہل حق علماء کو گمراہ اور کافر کہنے تک سے گریز نہیں کرتے، جس سے فتنہ برپا ہوتا ہے ۔ ان لوگوں کے اس فتنے کو بند باندھنے کیلئے بادل ناخواستہ قلم اٹھانا پڑتا ہے، ورنہ ملکی اور عالمی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صلاحتیں کہیں اور صرف ہوں ۔

''۳'' دن قربانی کے سلسلے میں موجود آثار صحابہؓ پر اعتراضات کے جوابات۔

(کفایت اللہ سنابلی اور بعض اہل حدیث حضرات کو جواب)

تحریر: شیخ رئیس احمد

نظر ثانی: مولانا نذیر الدین قاسمی

۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ یعنی یہ ''۳'' دن ہی قربانی کے ایام ہیں، احادیث مرفوعہ کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ مشہور فقیہ، حافظ الحدیث، امام ابو بکر جصاص الرازیؒ (م۳۷۰ھ) نے **شرح مختصر الطحاوی: ج ۷: ص ۳۳۲** پر ذکر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ کئی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً علیؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، انسؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی یہی ثابت ہے۔ چنانچہ

دلیل نمبر ۱:

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام الجرح والتعدیل، امام ابو جعفر الطحاویؒ (م۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

قد حدثنا أحمد بن أبي عمران، قال: حدثنا عبيد الله بن محمد التيمي، قال: حدثنا حماد عن سلمة بن كهيل، عن حجية، عن علي، قال: "النحر ثلاثة أيام۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ قربانی ''۳'' دن ہیں۔ **(احکام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۵)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو جعفر الطحاویؒ (م۳۲۱ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث اور امام الجرح والتعدیل ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۳۷)**

(۲) ابو جعفر، احمد بن ابی عمران المصریؒ (م۲۸۰ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۱۱۲)**

(۳) عبید اللہ بن محمد بن حفص التیمیؒ (م۲۲۸ھ) سنن ثلاثہ ماخلا ابن ماجۃ کے راوی اور ثقہ، جواد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۳۳۴)**

(۴) حماد بن سلمہؒ (م۱۶۷ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ، عابد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۴۹۹)**

نوٹ:

حماد بن سلمہؒ (م۱۶۷ھ) سے عبید اللہ بن محمد بن حفص التیمیؒ (م۲۲۸ھ) نے قبل الاختلاط روایات لی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حضرات ایک ہی شہر کے ہیں، اور راوی عام طور سے اپنے شہر کے علماء سے پہلے مستفید ہوتا ہے، اور عبید اللہ بن محمد بن حفص التیمیؒ (م۲۲۸ھ) کی پیدائش (۱۴۰ھ) کے بعد ہوئی اور (۱۶۷ھ) میں حماد بن سلمہؒ کی وفات پیش آئی ہے، نیز امام ابو حاتمؒ (م۲۷۷ھ)

نے کہا کہ ''و کان عندہ عن حماد بن سلمۃ تسعۃ آلاف حدیث''۔(سیر: ج۱۰: ص ۵۶۴-۵۶۵)، لیکن اس کے باوجود ''عبید اللہ بن محمد التیمي عن حماد بن سلمۃ'' کی سند پر کسی کا اعتراض نہیں ملا، لہذا انہوں نے حمادؒ سے قبل الاختلاط روایت لی ہے۔ واللہ اعلم

(۵)　سلمۃ بن کہیلؒ کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۲۵۰۸)

نوٹ:

احکام القرآن للطحاوی کے مطبوعہ نسخہ میں ''حماد عن سلمۃ بن کہیل'' کے بجائے ''حماد بن سلمۃ بن کہیل'' آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ صحیح ''حماد عن سلمۃ بن کہیل'' ہے، جیسا کہ مخطوطہ میں موجود ہے، جس کی تفصیل آ گے آ رہی ہے۔ واللہ اعلم

(۶)　حجیۃ بن عدیؒ سنن اربع کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔

- حافظ عجلیؒ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: ''تابعي ثقۃ''۔
- شیخ أھل الحدیث في عصرہ، امام ابوعبداللہ، محمد بن ابراہیم البوشنجیؒ (م ۲۹۱ھ) کہتے ہیں کہ ''ثقۃ مأمون''۔[۱]
- امام ابن خزیمہؒ (م ۳۱۱ھ) ان کو عادل [یعنی ثقہ] کہتے ہیں۔(صحیح ابن خزیمۃ: حدیث نمبر ۲۹۱۴)[۲]
- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔
- حافظ ابوعبداللہ الحاکم الصغیرؒ (م ۴۰۵ھ) کے نزدیک بھی وہ ثقہ ہیں۔(المستدرک للحاکم: ج ۳: ص ۳۷۵، حدیث نمبر ۵۴۳۱)[۳]

---

(۱)　کفایت اللہ سنابلی صاحب کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ محمد بن ابراہیم البوشنجی نے ابوالزعراء یعنی ''عبداللہ بن ہانی'' کی توثیق کی ہے۔(چار دن قربانی: ص ۲۱۷)، لیکن سنابلی کا یہ اعتراض باطل ہے، کیونکہ حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) اس کو ابوالزعراء، حجیۃ بن عدیؒ کی ترجمہ میں نقل کیا ہے اور کسی امام نے حافظؒ کی تحقیق سے اختلاف نہیں کیا، لہذا کفایت اللہ سنابلی کے مقابلے میں حافظؒ کی تحقیق راجح ہے۔

(۲)　امام ابن خزیمہؒ (م ۳۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ ''مختصر المختصر من المسند الصحیح عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم، بنقل العدل عن العدل موصولا إلیہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر قطع في أثناء الإسناد ولا جرح في ناقلي الأخبار التي نذکرھا بمشیئۃ اللہ تعالی''۔(صحیح ابن خزیمۃ: ج ۱: ص ۳، ت الاعظمی)، لہذا امام ابن خزیمہؒ (م ۳۱۱ھ) کے نزدیک، حجیۃ بن عدیؒ عادل [یعنی ثقہ] ہیں۔

(۳)　صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ، الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے کہا: ''أنا أستعین اللہ علی إخراج أحادیث رواتھا ثقات''۔(مقدمۃ المستدرک للحاکم: ج ۱: ص ۴۲)، ثابت ہوا کہ حجیۃ بن عدیؒ، امام الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔

- مشہور امام، متقن، حافظ ابو بکر ابن خلفونؒ (م ۶۳۶ھ) نے بھی ان کو ’’الثقات‘‘ میں شمار کیا ہے۔
- حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ’’وهو صدوق إن شاء الله‘‘۔ (میزان الاعتدال: ج ۱: ص ۴۶۶)
- حافظ نور الدین الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے بھی ان کو صدوق مانا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۷: ص ۳۰۸، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۴۶۵۸)
- حافظ شہاب الدین البوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مصباح الزجاجۃ: ج ۱: ص ۱۰۶)،
- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ’’صدوق يخطیء‘‘۔ (تقریب: رقم ۱۱۵۰، تہذیب التہذیب: ج ۲: ص ۲۱۷، اکمال تہذیب الکمال: ج ۴: ص ۱۰)

ائمہ نے بھی ان کو ثقہ یا صدوق ثابت کیا ہے:

- حافظ ابن القطان الفاسیؒ (م ۶۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

’’فحجية المذكور، لا يلتفت فيه إلى قول من قال: "لا يحتج به" إذا لم يأت بحجة، فإنه رجل مشهور، قد روى عنه سلمة بن كهيل، وأبو إسحاق، والحكم بن عتيبة، رووا عنه عدة أحاديث، وهو فيها مستقيم، لم يعهد منه خطأ ولا اختلاط ولا نكارة وقد قال فيه الكوفي: إنه الكوفي، تابعي، ثقة، وهو كندي‘‘۔ (بیان الوہم: ج ۵: ص ۱۷۳)،

- حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) کہتے ہیں کہ

’’وحجية هو ابن عدي، قال أبو حاتم الرازي: (لا) يحتج بحديثه، شبيه المجهول، شبيه بشريح بن النعمان وهبيرة بن يريم. وقال في بابهما حقهما: شبيهان بالمجهولين لا يحتج بحديثهما. وقال ابن حزم (في محلاه) في حقه: هو غير معروف بالعدالة. وقال ابن المديني: ما علمت أحدا روى عنه غير سلمة بن كهيل.

قلت: قد روى عنه الحكم بن عتيبة كما تقدم، وأبو إسحاق السبيعي. وقال عبد الحق: لا يحتج به. وأنكر ابن القطان على عبد الحق هذه العبارة وقال: حجية رجل مشهور روى عنه جماعات، وعددهم كما أسلفت قال: رووا عنه عدة أحاديث، وهو فيها مستقيم لم يعهد منه خطأ ولا اختلاط ولا نكارة وقال فيه الكوفي: إنه تابعي ثقة. قال: والعالم حجة على الجاهل. وتبعه الذهبي في الميزان فقال بعد مقالة أبي حاتم فيه: روى (عنه) (جماعة) وعددهم، وهو صدوق - إن شاء الله - وقد قال العجلي: ثقة.

قلت: ولما أخرجه الحاكم في مستدركه في ترجمة العباس رضي الله عنه من هذا الوجه قال: هذا حديث

صحيح الإسناد ولم يخرجاه''۔(البدرالمنیر : ج۵:ص۴۹۵-۴۹۶)

- امام ابوحاتمؒ (م۲۷۷ھ) کی جرح کے جواب میں محدث بدرالدین العینیؒ (م۸۵۵ھ) نے کہا:''قلت: ذكره ابن حبان في الثقات من التابعين, وقال: يروى عن علي, وعبد الله, روى عن أهل الكوفة. انتهى. قال العجلي: تابعي ثقة. وفي التهذيب: روى له الأربعة. قلت: وأبو جعفر الطحاوى''۔اوران کی روایت کوبھی صحیح کہا ہے۔(نخب الافکار: ج ۱۲: ص ۵۰۰)

نوٹ:

یہ تمام کے تمام حوالے ائمہ جرح وتعدیل کے ہیں۔(ذكر من يعتمد قوله في الجرح و التعديل للذهبى، المتكلمين فى الرجال للسخاوی:ص ۱۳۵،طبقات الحفاظ مع الذیل للسیوطی:ص ۱،ص ۵۵۱، ۵۴۲، ۵۴۵)،لہذا جہالت کے سلسلے میں خاص طور سے ان کے اقوال کا اعتبار ہوگا۔واللہ اعلم

کچھ معاصرین علماء کے حوالے بھی پیش خدمت ہیں:

- شیخ الالبانیؒ (م۱۴۲۰ھ) کہتے ہیں کہ''قلت: الحجاج بن دينار و حجية بن عدى مختلف فيهما, وغاية حديثهما أن يكون حسنا''۔(ارواء الغلیل : ج ۳:ص ۳۴۷)

- شیخ ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ کہتے ہیں کہ''حُجَيَّة بن عديّ: وإن وثقه العجليّ وابنُ حبان فقد قال فيه أبو حاتم الرازي: شيخٌ, لا يحتجُّ به, شبيهٌ بالمجهول, ولو قصرنا النظر على هذا, لكان لتجويده أو تحسينه وجهٌ''۔(نثل النبال :ج ۱:ص ۴۱۶)

- شیخ عادل مرشداور

- شیخ شعیب الأرنؤوطؒ کہتے ہیں کہ''حجية بن عدي حسن الحديث''۔(مسنداحمد بتحقیق الارنوؤط: ج ۲:ص ۱۹۵)

- صاحب انیس الساری تخریج احادیث فتح الباری،أبو حذيفة, نبيل بن منصور الكويتي نے کہا:''حجية بن عدي مختلف فيه, وثقه العجلي وابن حبان, وقال أبو حاتم: لا يحتج بحديثه شبيه بالمجهول, وقال ابن سعد: ليس بذاك''۔ (ج ۲:ص ۹۴۲)

- الدكتور مرزوق الزهراني نے کہا:''حجية بن عدي أرجح أن حديثه حسن''۔(مسند الإمام الدارمي، درسه وضبط نصوصه وحققها: الدكتور مرزوق الزهراني: ج ۱:ص ۶۳۵)

- شیخ زکریا بن غلام قادر کہتے ہیں کہ: ''حجیة بن عدي حسن الحدیث''۔(ما صح من آثار الصحابة في الفقه : ج ۳:ص ۱۱۰۳)

- شیخ محمد بن علی بن آدم الاثیوبیؒ کہتے ہیں کہ ''صدوق، یُخطیء''۔(ذخیرة العقبی في شرح المجتبی: ج ۳۳: ص ۳۰۱)

- شیخ محمد اسحاق محمد ابراہیم نے کہا: ''وإسناده حسن، وذلك لأن الحجاج بن دینار وحجیة بن عدي مختلف فیهما وغایة حدیثهما أن یکون حسنًا قال الحافظ: حجیة الکندي: صدوق یخطيء''۔(کَشْفُ المنَاهِجِ وَالتَّنَاقِیحِ فِي تَخْرِیجِ أحَادِیثِ المَصَابِیحِ بتحقیق الشیخ اسحاق: ج ۲:ص ۸۶)

- شیخ لطیف الرحمٰن البہرائچی حفظہ اللہ بھی ان کی توثیق کے قائل ہے۔(الدیباجة علی ابن ماجة، شرح معانی الآثار للطحاوی، ت البهراجی)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

خلاصہ یہ کہ ائمہ جرح وتعدیل اور علماء کی جماعت کے نزدیک حجیة بن عدیؒ، صدوق، حسن الحدیث ہیں۔لہذا ان کے مقابلے میں حافظ ابو حاتمؒ (م ۲۷۷ھ)، ابن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) کی جرح خاص طور سے مرجوح ہے۔[۱] واللہ اعلم

---

(۱) جناب کفایت اللہ صاحب، ابن المدینیؒ کے قول ''ممن لم یکثر ولم یعرف'' کی تشریح میں کہتے ہیں کہ ابن المدینیؒ نے ''لم یکثر'' کہہ کر اس کی روایات کو قلیل بتلایا ہے اور اس کے بعد ''لم یعرف'' کہا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی روایات کی مقدار اتنی ہے ہی نہیں، کہ اس سے اس کی ثقاہت کا پتا چل سکے۔(چار دن قربانی کتاب وسنت کی روشنی میں: ص ۲۰۶)، جس کے جواب میں عرض ہے کہ

- خود کفایت اللہ صاحب بھی مانتے ہیں کہ ائمہ فن کا ایک قول ان کے دوسرے قول کی وضاحت کرتا ہے۔(مسنون رکعات تراویح اور شبہات کا ازالہ: ص ۲۱۲، ۲۱۳)، اور ابن المدینیؒ کے دوسرا قول سے ''ممن لم یکثر ولم یعرف'' کا مطلب واضح ہوتا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ''لا أعلم روی عن حجیة إلا سلمة بن کهیل; روی عنه أحادیث'' میں نہیں جانتا کہ حجیۃ سے سلمۃ بن کہیل کے علاوہ کسی اور نے روایت لی ہو، سلمۃؒ نے چند احادیث ان سے نقل کی ہے۔(تہذیب الکمال: ج ۵:ص ۴۸۵: ج ۱۵:ص ۱۷۴، ج ۷:ص ۴۰۹)، غور فرمائیں !''ممن لم یکثر'' سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے چند ہی روایات بیان کی ہے، ''ولم یعرف'' سے مراد یہ ہے کہ وہ سلمۃ بن کہیل سے ہی جانے جاتے ہیں، یعنی ان سے صرف سلمۃؒ نے روایت لی ہے۔بات صرف اتنی ہی تھی، لیکن پتا نہیں کہ کفایت اللہ صاحب نے یہ اصول یہاں پر کیوں ترک کر دیا اور اپنا خود ساختہ مطلب کیوں بیان کیا؟ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

- نیز اگر کفایت اللہ سنابلی صاحب کی تاویل مان بھی لی جائے، (چار دن قربانی: ص ۲۰۶)، تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا، کہ ابن

(٧) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ٤٠ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس سکے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ٢:

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ٣٢١ھ) فرماتے ہیں کہ

قد حدثنا إسماعيل بن إسحاق بن سهل الكوفي، قال: حدثنا عبيد الله بن موسى العبسي، قال: أخبرنا ابن أبي ليلى، عن المنهال بن عمرو، عن زر بن حبيش، عن علي بن أبي طالب، قال: "الأيام المعلومات يوم النحر ويومان بعده، اذبح في أيها شئت، وأفضلها أولها۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آیت ''الأيام المعلومات'' سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد کے ''٢'' دن ہیں، لہذا جس دن چاہو ذبح کرو اور ان [تین دنوں] میں پہلے دن ذبح کرنا افضل ہے۔ (**احکام القرآن للطحاوی: ج ٢: ص ٢٠١**)

سند کی تحقیق:

(١) امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ٣٢١ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(٢) ابو اسحاق، اسماعیل بن اسحاق بن سہل الکوفیؒ صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ٢: ص ٣٦١**،

(٦) عبید اللہ بن موسی بن ابی المختار: باذام، ابو محمد الکوفیؒ (م ٢١٣ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ٤٣٤٥**، سیر)

(٧) محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ١٤٨ھ) مشہور فقیہ اور قاضی ہیں، لیکن احادیث کے سلسلے میں وہ متکلم فیہ ہیں، لیکن ائمہ

المدینیؒ کے نزدیک یہ راوی مجہول الحال ہیں، کیونکہ ان کو حجیۃ کی روایات سلمۃ بن کہیل کی طریق سے ہی ملی تھی، جیسا کہ تہذیب الکمال کا حوالہ گزر چکا، لیکن ان کے خلاف ائمہ جرح وتعدیل کی ایک جماعت نے حجیۃ بن عدیؒ کی توثیق کر دی ہے، اور صراحت بھی کی کہ حجیۃ بن عدی سے سلمۃؒ کے علاوہ حکم بن عتبۃ، ابو اسحاق السبیعیؒ وغیرہ نے بھی روایت لی ہے۔ (**تہذیب الکمال: ج ٥: ص ٤٨٥، مغانی الاخیار: ج ١: ص ١٨٢، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ٣: ص ٣١٤، کتاب الثقات لابن حبان: ج ٤: ص ١٨٦، میزان الاعتدال: ج ١: ص ٤٦٦، فتح الباب فی الکنی والالقاب لابن مندۃ: ص ٣٣٨، بیان الوہم: ج ٥: ص ٣٧١، الکمال فی اسماء الرجال للمقدسی: ج ٤: ص ١٢٦**) معلوم ہوا کہ ابن المدینیؒ کے پاس، حجیۃ کی جتنی روایات موجود تھی، دوسروں کے پاس اس سے زیادہ تھی، اور سلمۃؒ کے علاوہ حکمؒ اور ابو اسحاقؒ کے طریق سے بھی روایات موجود تھی، لہذا اب ائمہ جرح وتعدیل کی توثیق ہی راجح ہوگی۔

جرح وتعدیل وعلماء نے ان کو متابعات وشواہد کی صورت میں مقبول مانا ہیں۔ چنانچہ

- امام ابو عبداللہ البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ ''ابن أبي لَيلَى هو صدوقٌ، ولا أروي عنه لأنه لا يُدرَى صحيح حديثه من سقيمه''۔
- امام ابو الحسن العجلیؒ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: ''كان صدوقٌ ثقةٌ، فقيها صاحب سنة، صدوقا، جائز الحديث''۔
- امام ابو زرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ ''رَجلٌ شريفٌ، صالح ليس بأقوى مايكونُ''۔
- امام ابو حاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) نے کہا: ''محله الصدق، كان سيء الحفظ، شغل بالقضاء فساء حفظه، لا يتهم بشيء من الكذب إنما ينكر عليه كثرة الخطأ، يكتب حديثه ولا يحتج به''۔
- امام یعقوب بن سفیان الفسویؒ (م ۲۷۷ھ) کہتے ہیں کہ ''ثقة عدل، فی حديثه بعض المقال، لين الحديث عندهم''۔
- امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ ''ابن أبي ليلَى صدوقٌ فَقِيهٌ، وإنما يهم في الإسناد''۔
- امام ابو بکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) نے کہا: ''ابن أبي ليلى لم يكن حافظًا''۔
- حافظ زکریا بن یحیی الساجیؒ (م ۳۰۷ھ) کہتے ہیں کہ ''كان سيء الحفظ، لا يتعمد الكذب، فكان يمدح فی قضائه، فأما فی الحديث فلم يكن حجة''۔
- امام ابن خزیمہؒ (م ۳۱۱ھ) نے کہا: ''ليس بالحافظ، وإن كان فقيها عالما''۔ (*تہذیب التہذیب*: ج۹: ص ۳۰۰، **الجامع فی الجرح والتعدیل**: ج ۳: ص ۳۸)
- حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا: ''وَهو مَعَ سوء حفظه يكتب حديثه''۔ (**الکامل**: ج ۷: ص ۳۹۹)
- امام ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا: ''ثقة في حفظه شيء''۔ (موسوعة أقوال أبي الحسن الدارقطني في رجال الحديث وعلله: ج ۲: ص ۵۹۶)
- حافظ عبد الحق الاشبیلیؒ (م ۵۸۱ھ) نے کہا: ''ابن أبي ليلى لم يكن حافظًا''۔ (**الاحکام الوسطی**: ج ۲: ص ۲۹۴)،
- حافظ ابن عبد الہادی المقدسیؒ (م ۷۴۴ھ) نے کہا: ''وهو صدوق، وقد تكلّم في حفظه''۔ (**تنقیح التحقیق**: ج ۱: ص ۱۳۵، ج ۳: ص ۶۵-۶۶)
- حافظ ذکی الدین، عبد العظیم المنذریؒ (م ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ ''صدوق إمام ثقة رديء الحفظ كثيراً كذا قال

الجمهور فيه''۔(الترغیب والترہیب: ج۵:ص ۵۷۷،ت مصطفی عمارۃ)

- حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے کہا: ''صدوق، سيء الحفظ''۔(دیوان الضعفاء: رقم ۳۸۲۱) اور ایک جگہ ابن حبانؒ کے کلام کا جواب دیتے ہیں کہ ''وقال ابن حبان: كان ابن أبي ليلى رديء الحفظ، فاحش الخطأ، فكثر في حديثه المناكير، فاستحق الترك. تركه: أحمد، ويحيى. قلت: لم نرهما تركاه، بل لينا حديثه''۔(سیر: ج۶:ص ۳۱۴)

- حافظ ابن القیمؒ (م۷۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ ''وقد ضعفه أبو محمد بن حزم بالمنهال بن عمرو، وبابن أبي ليلى، ولم يصنع شيئا، فإنهما ثقتان حافظان جليلان، ولم يزل الناس يحتجون بابن أبي ليلى على شيء ما في حفظه يتقى منه ما خالف فيه الأثبات وما تفرد به عن الناس وإلا فهو غير مدفوع عن الأمانة والصدق فتضمن هذا القضاء أمورا''۔(زاد المعاد: ج۵:ص ۱۳۷-۱۳۸)

- حافظ ابن رجبؒ (م۷۹۵ھ) نے کہا: ''ابن أبي ليلى إمام صدوق جليل القدر، لكن في حفظه شيء، وربما اختلف عنه في الأسانيد''۔(مجموع الرسائل ابن رجب: ج۲:ص ۴۵۲)

- حافظ ابن الملقنؒ (م۸۰۴ھ) نے کہا: ''وهو صدوق سيئ الحفظ''۔(البدر المنیر: ج۶:ص ۴۲۳)

- حافظ نور الدین الہیثمیؒ (م۸۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ ''وفيه محمد بن أبي ليلى، وهو سيئ الحفظ، وحديثه حسن بالشواهد''۔(مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۸۵۹۶، ۱۲۹۳۸)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) کہتے ہیں کہ ''صدوق في حفظه ضعف''، اور ایک جگہ کہا کہ ''ضُعف لسوء حفظه ولم يترك''۔(تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج۲:ص ۵۰-۵۱)

- حافظ سخاویؒ (م۹۰۲ھ) نے کہا: ''محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى فقيه عالم صدوق لكنه سيء الحفظ مضطرب الحديث ليس بحجة''۔(الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية: ج۳:ص ۱۱۴۱)

- شیخ الالبانیؒ (م۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''لكن المقدار الذى أورد المصنف منه صحيح, لأنه يشهد له حديث ابن عمر الذى قبله, وما سقنا فى تخريجه من الشواهد، ثم وجدت له طريقا أخرى بلفظ: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطى يوم بدر الفرس سهمين والرجل سهما ،قال الهيثمى: رواه أبو يعلى, وفيه محمد بن أبى ليلى وهو سىء الحفظ ويتقوى بالمتابعات''۔(ارواء الغلیل: ج۵:ص ۶۴)

- شیخ ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے کہا: ''مشهور بسوء حفظه وهو كما قال ابن عدي في "الكامل: وهو مع سوء

حفظه يكتب حديثه يعني على وجه الاعتبار ''۔(جنۃ المرتاب:ص ۳۳)

- مشہور محقق دکتور بشار العواد معروف اور
- محدث شعیب الارنووطؒ (م ۱۴۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ ''ضعيفٌ يُعتبر به في المتابعات والشواهد''۔(**تحریر تقریب التہذیب: ج ۳:ص ۲۸۰**)

خلاصہ یہ کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) متابعات وشواہد کی صورت میں مقبول ہیں، اس روایت میں ان کے متابع میں ثقہ، عابد، امام حماد بن سلمۃؒ (م ۱۶۷ھ) موجود ہے، جیسا کہ گزچکا، لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں، ان پر جرح فضول ہے۔ واللہ اعلم

(۸) منہال بن عمرو الاسدیؒ صحیح بخاری وسنن اربع اور ثقہ ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۹۱۸**)،

(۹) زر بن حبیش الاسدیؒ (م ۸۳ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، جلیل ہیں۔(**تقریب: رقم ۲۰۰۸**)

(۱۰) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

<u>دلیل نمبر ۳:</u>

مشہور حافظ الحدیث، امام ابو محمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم القرطبیؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

[حدثنا حمام ثنا عبد الله بن محمد بن علي الباجي ثنا عبد الله بن يونس ثنا بقي بن مخلد ثنا أبو بكر بن أبي شيبة] ومن طريق ابن أبي شيبة نا هشيم عن أبي حمزة عن حرب بن ناجية عن ابن عباس قال: أيام النحر ثلاثة أيام۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے ''۳'' دن ہیں۔(**المحلی لابن حزم: ج ۶:ص ۴۰، ج ۴:ص ۲۶، طبع دار الفکر، بیروت، المحلی: ج ۱۷:ص ۲۵، طبع دار ابن حزم**)[۱]

<u>سند کی تحقیق:</u>

---

(۱) بعض ناواقف حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حافظ ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) نے اپنی کتاب میں اس روایت کی مکمل سند ذکر نہیں کی، بلکہ صرف ''من طريق ابن أبي شيبة'' کے حوالے سے آگے کی سند ذکر کر دی یعنی ابن حزم سے لیکر ابن ابی شیبۃ تک کی سند نامعلوم ہے۔(**چار دن قربانی: ص ۲۰۴**)، لیکن یہ اعتراض ابن حزمؒ کی کتاب کے منہج سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں ہی، اس طرح کے تمام ائمہ مثلاً ابن ابی شیبۃ، وکیعؒ، تک کی مکمل سندیں بیان کر دی ہیں، بعد میں وہ ''من طريق۔۔۔'' کہہ کر، اس

(۱) امام ابومحمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم القرطبیؒ (م ۴۵۶ھ) مشہور ثقہ، امام، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۷: ص۱۸۱، سیر: ج۱۸: ص۱۸۴، تاریخ الاسلام: ج۱۰: ص۷۴، لسان المیزان: ج۵: ص۴۸۸**)

(۲) محدث حمام بن احمد، ابوبکر القرطبیؒ (م ۴۲۱ھ) بھی ثقہ، ضابط ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۴: ص۲۰، بغیۃ الملتمس: ص۲۷۵، تاریخ الاسلام: ج۹: ص۳۶۳**)

(۳) حافظ ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن علی اللخمی المعروف بابن الباجیؒ (م ۳۷۸ھ) بھی متقن، ضابط ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸: ص۴۵۲، سیر: ج۱۶: ص۳۷۷**)

(۴) عبداللہ بن یونس المرادیؒ (م ۳۳۰ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۵۹۲، بغیۃ الملتمس: ص۳۵۲، المحلی: ج۹: ص۹۵، تاریخ علماء الاندلس: ج۱: ص۲۶۵، جذوۃ المقتبس: ص۲۶۵، ۲۶۶**)

(۵) حافظ، امام بقی بن مخلد الاندلسیؒ (م ۲۷۶ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، شیخ الاسلام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۶: ص۵۲۱، سیر: ج۱۳: ص۲۸۵**)

(۶) امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۵۷۵**)

(۷) حافظ ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۳۱۲**)

نوٹ:

مختصر الکرخی کی روایت میں ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ) نے سماع کی صراحت کردی ہے۔ (**عمدۃ القاری: ج۲۱: ص۱۴۸**)، پھر ان کے متابع میں امام ابوعوانہ، وضاح بن عبداللہ الواسطیؒ (م ۱۷۵ھ) بھی موجود ہیں۔ (**التاریخ الکبیر للبخاری: ج۸:**

امام کے آگے کی سند بیان کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ساتویں ہجری کے صدوق، عالم، عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن خلیل العبدریؒ (م بعد ۶۱۴ھ) نے "القدح المعلی فی اکمال المحلی" کے نام سے ایک رسالہ لکھا، جس میں انہوں نے، المحلی کے حوالے سے ہی، اس طرح کے ائمہ تک کی تمام اسانید کی نشان دہی کردی ہے۔ دیکھئے (**القدح المعلی فی اکمال المحلی طبع مع المحلی لابن حزم: ج۱۷: ص۲۴، طبع دار ابن حزم، بیروت، الذیل و التکملۃ لکتابی الموصول و الصلۃ للمراکشی: ج۳: ص۱۷، ت بشار العواد، مجلہ الاجماع: ش۱۴: ص۵۷**)، لہذا اب ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) کے قول "من طریق۔۔۔" پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے، اور پھر ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) نے اپنے اور ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کے درمیان ایک نہیں، بلکہ "۴، ۴" سندیں بیان کردی ہیں۔ (**القدح المعلی: ص۲۵**)، الغرض یہ اعتراض ہی مردود ہے۔ واللہ اعلم

ص ۱۰۷)، لہذا اس روایت میں ہشیم بن بشیرؒ پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔ واللہ اعلم

(۸) عمران بن ابی عطاء الاسدی، ابوحمزۃ الواسطیؒ بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ چنانچہ

- امام شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ) نے ان سے روایت لی ہے اور وہ اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایات لیتے تھے۔ (اتحاف النبیل: ج ۲: ص ۹۹)

- امام یحیی بن معینؒ (۲۳۳ھ) نے کہا: ''ثقة''۔

- امام محمد بن عبداللہ بن نمیر الہمدانی، ابوعبدالرحمٰن الکوفیؒ (م ۲۳۴ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ ''ليس به بأس، صالح الحديث''۔

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' اور ''مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار'' میں شمار کیا ہے۔

- حافظ ابن شاہینؒ (م ۳۸۵ھ) نے بھی ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔

- حافظ ابومحمد البغویؒ (م ۵۱۶ھ) نے کہا: ''ثقة''۔

- حافظ ابوبکر ابن خلفونؒ (م ۶۳۶ھ) بھی ان کو ''الثقات'' میں شمار کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج ۸: ص ۱۳۵-۱۳۶، مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار: ص ۱۵۱، کتاب الثقات لابن شاہین: ص ۱۷۷، شرح السنۃ للبغوی: ج ۱: ص ۴۵)

- حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ ''وهو قليل الحديث، صدوق''۔ (سیر: ج ۵: ص ۳۸۷)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''صدوق له أوهام''۔ (تقریب: رقم ۵۱۷۹)

- محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ ''أبا حمزة عمران بن أبي عطاء القصاب، من التابعين الثقات''۔ (نخب الافکار: ج ۱۳: ص ۳۳۸)

- عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں کہ ''عمران بن أبي عطاء الواسطي روى عن بن عباس وأنس وغيرهما وعنه شعبة والثوري وغيرهما ثقة له في مسلم حديث ابن عباس لا أشبع الله بطنه''۔ (تحفۃ الاحوذی: ج ۴: ص ۱۲۷-۱۲۸)

- شیخ احمد شاکر مصریؒ (م ۱۳۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ ''أبو حمزة، بالحاء المهملة والزاي: هو عمران بن أبي عطاء

الأسدي الواسطي القصاب، بياع القصب، وهو ثقة''۔(مسند احمد: ج ٢: ص ٥٤٥، حدیث نمبر ٢١٥٠، ت شاکر)

- شیخ الالبانیؒ (م ١٤٢٠ھ) نے کہا: ''في أبي حمزة القصاب واسمه عمران بن أبي عطاء كلام من بعضهم لا يضره، فقد وثقه جماعة من الأئمة منهم أحمد وابن معين وغيرهما، ومن ضعفه لم يبين السبب، فهو جرح مبهم غير مقبول، وكأنه لذلك احتج به مسلم، وأخرج له هذا الحديث في "صحيحه''۔(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ج ١: ص ١٦٤)

- شیخ زکریا بن غلام قادر نے کہا: ''أبو حمزة هو عمران بن أبي عطاء القصاب وهو حسن الحديث''۔(ما صح من آثار الصحابۃ: ج ٣: ص ١١٠٤)

- دکتور عبد العزیز بن سعد التخیفی نے کہا: ''اقول: كلام النسائى و ابى حاتم وغيرهما فيه غير مفسر، وقولهم: (لين، ليس قوى، ۔۔۔) تليين هين، وتقدم انه وثقه احمد بن حنبل ويحيى بن معين وابن نمير وغيرهم وروى عنه شعبة بن الحجاج، والمشهور عنه انه كان لا يروى الا عن ثقة، واحتج به مسلم بن الحجاج فى الصحيح ولذلک فالراجح لدى قول من وثقه، واقرب الاقوال لدى قول احمد بن حنبل: (ليس به باس) فهو (ليس به باس) وحديثه صالح للاحتجاج به، فى درجة الحسن، وما صححه له احد الائمة الحفاظ صحيح''۔(دراسة المتكلم فهيم من رجال تقريب التهذيب: ج ٢: ص ١٥٤، رسالة مقدمة لنيل درجة الدكتورة بجامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية)

لہذا عمران بن ابی عطاء الاسدی، ابوحمزۃ الواسطیؒ صدوق، حسن الحدیث ہیں، ان کو ضعیف کہنا مردود ہے۔ واللہ اعلم

(٩) حرب بن ناجیۃ بھی صدوق ہیں۔

ان سے ''٢'' راوی یعنی ابوحمزۃ، عمران بن ابی عطاء الواسطیؒ اور ہشیمؒ کے ایک اور شیخ نے روایت لی ہے، کما قال ابن حبان، واللہ اعلم

حافظ ابن حبانؒ (م ٣٥٤ھ)، حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ٨٧٩ھ) نے ان کو اپنے اپنے ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (کتاب الثقات لابن حبان: ج ٤: ص ١٧٢، : ج ٥: ص ٤٨٠، کتاب الثقات للقاسم: ج ٣: ص ٣٢٦)

لہذا وہ صدوق ہیں۔(مجلہ الاجماع: ش ١٦: ص ٣١)

(١٠) حضرت ابن عباسؓ (م ٦٨ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس کے تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ٤:

حافظ ابو محمد ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

[حدثنا محمد بن سعيد بن نبات ثنا عبد الله بن نصر ثنا قاسم بن أصبغ ثنا محمد بن وضاح ثنا موسى بن معاوية ثنا وكيع بن الجراح] ومن طريق وكيع عن ابن أبي ليلى عن المنهال عن سعيد بن جبير عن ابن عباس النحر ثلاثة أيام۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے "۳" دن ہیں۔ (**المحلی لابن حزم: ج۶: ص۴۰، ج۱: ص۱۰۹، طبع دار الفکر، بیروت، المحلی: ج۱۷: ص۲۷، طبع دار ابن حزم**)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) محمد بن سعید بن محمد بن نبات، ابو عبداللہ الاموی القرطبیؒ (م ۴۲۹ھ) ثقہ، شیخ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۹: ص۴۶۵، بغیۃ الملتمس: ص۷۹**)،

(۳) عبداللہ بن محمد بن نصر اللخمی القرطبی الزاہدؒ (م ۳۷۱ھ) صدوق، مامون ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸: ص۳۶۱، تاریخ علماء الاندلس: ج۱: ص۲۷۶**)

(۴) حافظ قاسم بن اصبغ القرطبیؒ (م ۳۴۰ھ) قرطبہ کے مشہور ثقہ، متقن، امام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۷۳۸، لسان المیزان: ج۶: ص۳۶۷، سیر اعلام النبلاء: ج۱۵: ص۴۷۳، جذوۃ المقتبس: ص۳۳۱**)

(۵) الحافظ الکبیر، امام محمد بن وضاح القرطبیؒ (م ۲۸۷ھ) بھی قرطبہ کے مشہور، صدوق، محدث اور امام الجرح والتعدیل ہیں۔ (**تاریخ لاسلام: ج۶: ص۸۲۸، لسان المیزان: ج۷: ص۵۶۷**)

(۶) ابوجعفر، موسی بن معاویہ الصمادحیؒ (م ۲۲۵ھ) بھی ثقہ، امام ہیں۔ (**سیر اعلام النبلاء: ج۱۲: ص۱۰۸**)

(۷) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) بھی مشہور ثقہ، متقن، ثبت، الحافظ الکبیر ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۴: ص۱۲۳۰، تہذیب التہذیب**)

(۸) محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیؒ (م ۱۴۸ھ) مشہور فقیہ اور قاضی ہیں، لیکن احادیث کے سلسلے میں وہ متکلم فیہ ہیں، لیکن ائمہ جرح وتعدیل وعلماء نے ان کو متابعات وشواہد کی صورت میں مقبول مانا ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

چونکہ اس روایت میں ان کے متابع میں "۳، ۳" ثقہ راوی، حافظ ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ)، امام ابوعوانہ، وضاح بن عبداللہ الواسطیؒ (م ۱۷۵ھ)–جن کی تفصیل گزر چکی–اور میسرۃ بن حبیب النہدیؒ–جن کی تفصیل آگے آ رہی ہے–موجود ہیں۔

تو یہاں ان پر کلام فضول ہے اور ان کی یہ روایت خطا سے محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

(۹)　منہال بن عمرو الاسدیؒ کی توثیق گزر چکی۔

(۱۰)　سعید بن جبیرؒ (م ۹۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۲۷۸**)

(۱۱)　عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ روایت حسن ہے۔

دلیل نمبر ۵:

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام الجرح والتعدیل، امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا فهد بن سليمان، قال: حدثنا محمد بن سعيد بن الأصبهاني، قال: حدثنا شريك بن عبد الله، عن ميسرة، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، قال ابن عباس، قال: "الأضحى ثلاثة أيام۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے "۳" دن ہیں۔ (**احکام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۵**)

سند کی تحقیق:

(۱)　امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲)　فہد بن سلیمان المصریؒ (م ۲۷۵ھ) بھی ثقہ، ثبت ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۵۳۴**)

(۳)　محمد بن سعید بن سلیمان الکوفی، ابوجعفر ابن الاصبہانیؒ (م ۲۲۰ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۹۱۱**)

(۴)　شریک بن عبداللہ النخعیؒ (م ۱۷۸ھ) احادیث کے سلسلے میں متکلم فیہ راوی ہیں، لیکن ان کی یہ روایت خطا و وہم سے محفوظ ہے، کیونکہ امام شعبہ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ) ان کے متابع میں موجود ہیں۔ [۱] اسی طرح ان کے متابع میں ثقہ، ثبت، متقن، حافظ، امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) بھی موجود ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس روایت میں خطا نہیں کی، تو ان کی یہ روایت محفوظ ہوئی۔ واللہ اعلم

نوٹ نمبر ۱:

چونکہ ان کے متابع میں شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ)، وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) وغیرہ حضرات موجود ہیں، تو یہاں شریک

---

(۱)　شعبہؒ کی روایت کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ انشاء اللہ

پر اختلاط کا الزام باطل ومردود ہے۔

نوٹ نمبر ۲:

شریک بن عبداللہؒ (م ۱۷۸ھ) طبقات ثانیہ کے مدلس ہیں، لہذا ان کا ''عنعنہ'' مقبول ہے۔ (**طبقات المدلسین لابن حجر: ص ۳۳**)

لہذا یہ روایت تدلیس کے اعتراض سے بھی محفوظ ہے۔

(۵) میسرۃ بن حبیب النہدیؒ صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۷۰۳۷**)

(۶) منہال بن عمرو الاسدیؒ اور

(۷) سعید بن جبیرؒ (م ۹۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۸) عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ روایت بھی حسن ہے۔

دلیل نمبر ۶:

امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا إبراهيم بن مرزوق، قال: حدثنا وهب بن جرير، قال: حدثنا شعبة، عن ميسرة بن حبيب، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، قال: "النحر يومان بعد يوم النحر، وأفضلها يوم النحر۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے ''۳'' دن ہیں [یعنی ''۱۰'' ذی الحجۃ اور ان کے بعد کے ''۲'' دن] اور ان میں ''۱۰'' ذی الحجۃ کو قربانی کرنا افضل ہے۔ (**احکام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۵**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) ابراہیم بن مرزوق البصریؒ (م ۲۷۰ھ) سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۴۸**)

(۳) وہب بن جریر بن حازمؒ (م ۲۰۶ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۴۷۲**)

(۴) امام شعبۃ بن الحجاج (م ۱۶۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، متقن، امیر المومنین فی الحدیث ہیں ۔ (تقریب: رقم ۲۷۹۰) [۱]

(۵) میسرۃ بن حبیب النہدیؒ،

اعتراض:

کفایت اللہ سنابلی صاحب عجیب وغریب تاویلات کرتے ہوئے، امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ) کی جرح ''فتر که'' کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ کسی کو یہ حق قطعاً حاصل نہیں کہ امام شعبہؒ اپنی جن روایات کو متروک قرار دے چکے ہوں اور ان کے بیان سے رجوع کر چکے ہوں، ان روایات کو امام شعبہؒ کی طرف منسوب کر کے ان سے حجت پکڑی جائے۔

امام ابن المبارکؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی بہت سی احادیث لکھی تھیں اور انہیں بیان کرتے تھے، لیکن اخیر میں انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت ترک کردی تھی اور ان سے روایت کردہ تمام احادیث کے بیان سے رجوع کر لیا تھا۔ اب دیگر اہل علم ابوحنیفہ کو ثقہ مانیں یا ضعیف، لیکن کسی کو حق حاصل نہیں کہ امام ابن المبارک کے حوالے سے ابوحنیفہؒ کی کوئی حدیث بیان کر کے اس سے حجت پکڑیں۔

ٹھیک یہی معاملہ امام شعبہؒ کا بھی ہے کہ ان کے حوالے سے منہال بن عمرو کی کوئی حدیث بیان کر کے حجت پکڑنا، امام شعبہؒ کے ساتھ ناانصافی اور علمی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ (**چار دن قربانی: ص ۱۸۹-۱۹۰**)

الجواب:

امام شعبہؒ کی جرح کا جو معنی کفایت اللہ سنابلی صاحب بیان کر رہے ہیں، کیا وجہ ہے کہ وہ معنی سید الحفاظ، امام الجرح والتعدیل، امیر المومنین فی الحدیث، بلکہ یہی شعبہؒ کی جرح کے ناقل، امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) نے نہیں لیا۔ چنانچہ امام شعبہؒ کی اس جرح کے باوجود، وہ خود ''**شعبة عن المنهال**'' کی روایت بیان کرتے ہیں۔ پھر ان کے شاگرد، حافظ عمرو بن علی الفلاسؒ (م ۲۴۹ھ)، امام الجرح والتعدیل بھی اس روایت کو ان سے نقل کرتے ہیں۔ (**سنن النسائی: حدیث نمبر ۴۴۴۲**)،

اسی طرح ابونعیم فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ)، امام سلیمان بن حربؒ (م ۲۲۴ھ)، **أثبت الناس فی حدیث شعبة**، امام غندرؒ (م ۱۹۴ھ)، **ثبت فی أحکام الجرح و التعدیل**، حافظ عفان بن مسلمؒ (م ۲۱۹ھ)، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ)، امام ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ)، حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ)، وغیرہ ائمہ علل وائمہ محدثین نے بھی ''**شعبة عن المنهال**'' کی روایات کو نقل کیا ہے۔ (**مسند احمد، مسند البزار، صحیح ابن حبان، المستدرک للحاکم مع التلخیص للذہبی**)

خلاصہ یہ کہ کفایت اللہ صاحب کی تاویل اسلاف کے فہم کے خلاف ہے، لہذا مردود ہے۔ منہال کی کسی خاص روایت پر ائمہ کا اعتراض ہونا اور بات ہے، لیکن اس سے شعبہؒ کی جرح کا وہ معنی لینا جو ائمہ علل وائمہ جرح و تعدیل نے نہیں لیا، بلکہ ان کا معمول اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے۔ تو ایسی تاویل بہر حال باطل ہے۔

(۶) منہال بن عمرو الاسدیؒ اور

(۷) سعید بن جبیرؒ (م ۹۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۸) عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۷:

امام ابو محمد، ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

[حدثنا حمام ثنا عبد الله بن محمد بن علي الباجي ثنا عبد الله بن يونس ثنا بقي بن مخلد ثنا أبو بكر بن أبي شيبة] ومن طريق ابن أبي شيبة نا زيد بن الحباب عن معاوية بن صالح حدثني أبو مريم سمعت أبا هريرة يقول: الأضحى ثلاثة أيام۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے "۳" دن ہیں۔ (**المحلی لابن حزم: ج ۶: ص ۴۰، ج ۴: ص ۲۶، طبع دار الفکر، بیروت، المحلی: ج ۱۷: ص ۲۵، طبع دار ابن حزم**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو محمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم القرطبیؒ (م ۴۵۶ھ)،

(۲) محدث حمام بن احمد، ابو بکر القرطبیؒ (م ۴۲۱ھ)،

(۳) حافظ ابو محمد، عبداللہ بن محمد بن علی اللخمی المعروف بابن الباجیؒ (م ۳۷۸ھ)،

(۴) عبداللہ بن یونس المرادیؒ (م ۳۳۰ھ)،

(۵) حافظ، امام بقی بن مخلد الاندلسیؒ (م ۲۷۶ھ) اور

(۶) امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۷) زید بن الحبابؒ (م ۲۳۰ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔

(۸) معاویہ بن صالحؒ (م ۱۷۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ (**مجلہ الاجماع:**)

(۹) ابو مریم الانصاریؒ سنن ابو داود وسنن ترمذی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۸۳۵۷**)

(۱۰) ابو ہریرہؓ (م ۵۹ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب**)

معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۸:

امام دار الہجرۃ، امام مالک بن انس المدنیؒ (م ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ

عن نافع، أن عبد الله بن عمر كان يقول: الأضحى يومان بعد يوم الأضحى۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ "۱۰" ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے "۲" دن ہیں۔ **(موطا مالک: ج۱: ص۵۳۶، ت بشار)**

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔ واللہ اعلم

- **ایک اور روایت میں ہے کہ "سأل رجل ابن عمر بعد الأضحى بيوم: أضحي اليوم؟ قال: نعم، وغدا إن شئت"**

ایک آدمی نے ابن عمرؓ سے "۱۱" ذی الحجۃ کے دن قربانی کرنے کے بارے میں سوال کیا کہ تو انہوں نے سوال کیا کہ ہاں آج بھی قربانی کر سکتے ہو اور کل بھی اگر تم چاہو۔ **(احکام القرآن للطحاوی: ج۲: ص۲۰۵، واسنادہ صحیح)**[۱]

دلیل نمبر ۹:

امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن خزيمة، قال: حدثنا مسلم بن إبراهيم الأزدي، قال: حدثنا هشام الدستوائي، عن قتادة، عن أنس، قال: "الذبح بعد العيد يومان۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "۱۰" ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے "۲" دن ہیں۔ **(احکام القرآن للطحاوی: ج۲: ص۲۰۶)**

---

(۱) حضرت ابن عمرؓ ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ "**من شاء فليضح اليوم ثم غدا إن شاء الله**"۔ **(السنن الکبری للبیہقی: ج۹: ص۵۰۰، حدیث نمبر ۱۹۲۵۳)**، اس روایت میں موجود الفاظ "ان شاء اللہ" سے کفایت اللہ صاحب نے عجیب وغریب استدلال کیا ہے، کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ فتوی صریح نص کی بنیاد پر نہ تھا، بلکہ ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ **(چار دن: ص۱۶۱)**، ہم کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ کی تمام روایات کو دیکھ کر فیصلہ ہوگا، اور دیگر روایات میں انہوں نے بالجزم صرف "۳" دن کو ہی ایام قربانی قرار دیا ہے، "**الأضحى يومان بعد يوم الأضحى**"۔ **(موطا مالک، احکام القرآن للطحاوی: ج۲: ص۲۰۵)**، لہذا یہاں پر کفایت اللہ صاحب کی تاویل مردود ہے، البتہ چونکہ کلام پاک میں مستقبل میں کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو، تو ان شاء اللہ کہنے کا حکم ہے، **(سورۃ الکھف: ۲۳-۲۴)**، تو اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، ابن عمرؓ نے گویا تعلیماً کہا کہ اگر تمہارا کل قربانی کا ارادہ ہو، تو ان شاء اللہ کہہ لو۔ واللہ اعلم

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوجعفر الطحاویؒ (م۳۲۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) محمد بن خزیمۃ، ابوعمرو البصریؒ (م۲۷۶ھ) ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص۲۶۷)

(۳) مسلم بن ابراہیم البصریؒ (م۲۲۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۶۱۶)

(۴) ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ (م۱۵۴ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۲۹۹)

(۵) قتادۃ بن دعامۃؒ (م۱۱۹ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۵۱۸)

نوٹ:

مشہور ثقہ، ثبت، حجت، امام الجرح والتعدیل، امام ابوبکر البردیجیؒ (م۳۰۱ھ) نے کہا: ''أحاديث شعبة، عن قتادة، عن أنس عن النبي- صلى الله عليه وسلم- كلها صحاح، وكذلك سعيد بن أبي عروبة، وهشام الدستوائي، إذا اتفق هؤلاء الثلاثة على الحديث فهو صحيح'' امام شعبہؒ (م۱۶۰ھ) کی ''عن قتادة، عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم'' کی طریق سے تمام احادیث صحیح ہیں، اسی طرح سعید بن ابی عروبہؒ (م۱۵۷ھ) اور ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ (م۱۵۴ھ) کی بھی ''عن قتادة، عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم'' کی طریق سے تمام احادیث صحیح ہیں۔ جب یہ تینوں کسی ایک حدیث پر جمع ہوجائے، تو وہ حدیث بھی صحیح ہوگی۔

- ایک اور جگہ امام ابوبکر البردیجیؒ (م۳۰۱ھ) نے ارشاد فرمایا: کہ ''شعبة وهشام الدستوائي وسعيد بن أبي عروبة، عن قتادة عن أنس صحيح'' شعبہؒ، ہشامؒ، سعیدؒ کی ''عن قتادة عن أنس'' کی طریق سے حدیث صحیح ہوگی۔ (شرح علل الترمذی: ج۲: ص۶۹۷، ۶۹۵، ۶۵۳)

معلوم ہوا کہ جب امام شعبہؒ (م۱۶۰ھ) یا سعید بن ابی عروبہؒ (م۱۵۷ھ) یا ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ یا یہ تینوں حضرات (م۱۵۴ھ) ''عن قتادة عن أنس'' کے طریق سے کوئی روایت مرفوعاً یا موقوفاً بیان کریں، تو وہ روایت صحیح ہوگی، اور اس میں قتادہؒ (م۱۱۹ھ) کا ''عنعنہ'' مضر نہیں ہوگا۔

یہی رائے معجم المدلسین کے مولف شیخ محمد بن طلعت نے اپنے استاد شیخ محمد بن عمرو بن عبد اللطیف سے بھی نقل کی ہے اور شیخ محمد بن طلعت نے ان کی تائید بھی کی ہے۔ (معجم المدلسین: ص۳۸۰-۳۸۱)

لہذا یہاں پر بھی امام قتادۃ بن دعامۃؒ (م۱۱۹ھ) کا ''عنعنہ'' مضر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(۶)　حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ سند صحیح ہے۔

دلیل نمبر ۱۰:

امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو نصر بن قتادة، أنبأ أبو عمرو بن نجيد، أنبأ أبو مسلم، ثنا عبد الرحمن بن حماد، ثنا سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن أنس رضي الله عنه قال: الذبح بعد النحر يومان۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "۱۰" ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے "۲" دن ہیں۔ **(السنن الکبری للبیہقی: ج ۹: ص ۵۰۰، حدیث نمبر ۱۹۲۵۵)**

سند کی تحقیق:

(۱)　امام ابوبکر، احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ **(سیر: ج ۱۸: ص ۱۶۳)**

(۲)　ابونصر، عمر بن عبد العزیز بن قتادہ النیسابوری البشیریؒ ثقہ ہیں۔ **(السَّلسَبِيلُ النَّقِي في تَرَاجِمِ شيوخ البَيهَقِي: ص ۵۱۳، ۵۱۷)**

(۳)　اسماعیل بن نجید بن احمد، ابوعمرو بن نجید السلمی النیسابوریؒ (م ۳۶۵ھ) بھی ثقہ، امام ہیں۔ **(الروض الباسم: ج ۱: ص ۳۷۲)**

(۴)　ابراہیم بن عبد اللہ، ابومسلم الکجیؒ (م ۲۹۲ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(ارشاد القاصی الدانی: ص ۶۶)**

(۵)　عبد الرحمٰن بن حماد الشعیثیؒ (م ۲۱۲ھ) صحیح بخاری و سنن ترمذی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۸۴۶)**

(۶)　سعید بن ابی عروبہؒ (م ۱۵۷ھ) کتب ستہ کے راوی اور أثبت الناس في قَتادةَ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۳۶۵)**

نوٹ نمبر ۱:

چونکہ قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں، سعید بن ابی عروبہؒ (م ۱۵۷ھ) کے متابع میں امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ)، امام ہشام بن ابی عبد اللہ سنبر الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ)، محمد بن سلیم، ابوہلال البصریؒ (م ۱۶۷ھ) وغیرہ حضرات موجود ہیں۔ تو ان پر اس روایت میں اختلاط کا اعتراض باطل و مردود ہے۔ **(احکام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۵، ۲۰۶)**

نوٹ نمبر ۲:

اسی طرح ان پر تدلیس کا الزام بھی مردود ہے۔ کیونکہ وہ طبقات ثانیہ کے مدلس ہیں اور پھر ان کے کئی متابع بھی موجود ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۳۶۵)**

(۷) قتادۃ بن دعامۃؒ (م ۱۱۹ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۸) حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۱۱:

امام ابوالقاسم، عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران البغدادیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو أحمد حمزة بن محمد بن العباس بن الحارث، ثنا أحمد بن محمد بن عيسى، ثنا مسلم، ثنا هشام، وشعبة، قالا: ثنا قتادة، عن أنس، قال: الذبح بعد النحر يومين۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "۱۰" ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے "۲" دن ہیں۔ **(امالی ابن بشران: ج ۱: ص ۱۸۸)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالقاسم، عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران البغدادیؒ (م ۴۳۰ھ) ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۴۷۶)**

(۲) ابواحمد، حمزۃ بن محمد بن العباس بن الفضل بن الحارث الدھقانؒ (م ۳۴۶ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص ۱۹۹)**

(۳) احمد بن محمد بن عیسی، حافظ ابوالعباس البرتیؒ (م ۲۸۰ھ) بھی ثقہ، حجت، امام ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۴۹۸، کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۶۳)**[۱]

(۴) حافظ مسلم بن ابراہیم الازدی البصریؒ (م ۲۲۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۶۱۶)**

---

(۱) احمد بن محمد بن عیسیؒ کا انکار کرتے ہوئے، کفایت اللہ سنابلی کہتے ہیں کہ "مشیخة المحدثين البغدادية" میں جو نام [یعنی محمد بن عیسی بن حیان المدائنی] ہے، وہی درست ہے اور "امالی ابن بشران" میں [نام احمد بن محمد بن عیسی] کتابت کی غلطی ہے۔ **(چار دن قربانی: ص ۱۸۷)**، حالانکہ موصوف کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوسکتی ہے، کہ جس طرح سے یہ روایت، احمد بن محمد بن عیسی، ابو

(۵)　شعبۃ بن الحجاج (م ۱۶۰ھ) اوران کے متابع میں موجود ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ) کی توثیق گزرچکی۔

(۶)　قتادۃ بن دعامۃ (م ۱۱۹ھ) کی بھی توثیق گزرچکی۔

(۷)　حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۱۲:

ثقہ، حافظ ابوطاہر السِلفی (م ۵۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الشيخ أبو نصر أحمد بن الحسن بن الحسين بن المزر, بقراءتي عليه في شهر رجب في سنة أربع وتسعين, وذكر أن كنية والده أبو علي, وذكر أن مولده سنة ست عشرة وأربع مائة, قال: أنا أبو القاسم بن بشران, قراءة عليه أخبرنا أبو أحمد حمزة بن محمد بن العباس بن الحارث, نا محمد بن عيسى بن حيان المدائني, نا مسلم بن إبراهيم, نا هشام, وشعبة, قالا: نا قتادة, عن أنس, قال: الذبح بعد النحر بيومين۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ''۱۰'' ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے ''۲'' دن ہیں۔ **(مخطوطة مشيخة البغدادية للسِلفي: الجزء الثامن: ص ۱۰۴، الاسكوريال: رقم ۱۷۸۳)**

سند کی تحقیق:

(۱)　ابوطاہر السِلفیؒ (م ۵۷۶ھ) مشہور ثقہ، حجت، حافظ الحدیث اور شیخ الحدیث ہیں۔ **(لسان المیزان: ج ۱: ص ۶۵۷)**

(۲)　احمد بن الحسن بن الحسین، ابونصر ابن المزررؒ (م ۴۹۶ھ) ثقہ، شیخ، صالح ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۰۸، تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۷۷۵)**

(۳)　امام ابوالقاسم، عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران البغدادیؒ (م ۴۳۰ھ)،

(۴)　ابواحمد، حمزۃ بن محمد بن العباس بن الفضل بن الحارث الدھقانؒ (م ۳۴۶ھ) کی توثیق گزرچکی۔

العباس البرتیؒ (م ۲۸۰ھ) سے مروی ہے، اسی طرح یہ روایت ''مشيخة المحدثين البغدادية'' میں محمد بن عیسی بن حیان المدائنیؒ (م ۲۷۴ھ) سے بھی مروی ہے۔ اس کے علاوہ، جو کچھ موصوف ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہ سب بے دلیل، ظن وگمان پر مبنی ہے، لہذا مردود ہے۔ واللہ اعلم

(۵)　محمد بن عیسی بن حیان المدائنیؒ (م ۲۷۴ھ) کے بارے میں ائمہ کے اقوال درج ذیل ہیں:

- مشہور ثقہ، ثبت، حافظ ابوبکر البرقانیؒ (م ۴۲۵ھ) فرماتے ہیں کہ امام دار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ المدائنی ضعیف ہیں، - ایک جگہ کہتے ہیں کہ وہ متروک ہیں، - لیکن ان کا رد کرتے ہوئے، حافظ ابوبکر البرقانیؒ (م ۴۲۵ھ) کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ج ۳: ص ۲۰۴، لسان المیزان: ج ۷: ص ۴۲۸)**

- امام ابواحمد الحاکم الکبیرؒ (م ۳۷۸ھ) کہتے ہیں کہ ''**حدث عن مشايخه بما لا يتابع عليه، وسمعت من يحكي أنه كان مغفلا لم يكن يدري ما الحديث**''۔ **(لسان المیزان: ج ۷: ص ۵۲۸، الاسماء الکنی لابی احمد الحاکم: ج ۵: ص ۲۶۷-۲۶۸)**

اس میں صرف غریب روایت نقل کرنے کی بات کہی گئی ہے، اور ''**كان مغفلا لم يكن يدري ما الحديث**'' کی جرح کو حافظ عبدالرؤوف المناویؒ (م ۱۰۳۱ھ) اور حافظ مرتضی الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) نے صیغہ تمریض کے ساتھ نقل کیا ہے۔ **(فیض القدیر: ج ۳: ص ۳۹۴، تخریج احادیث احیاء علوم الدین: ج ۳: ص ۱۲۴۷)** نیز حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کہتے ہیں کہ ''**المحدث، المقرئ، الإمام، أبو عبد الله المدائني، بقية الشيوخ**''۔ (سیر: ج ۱۳: ص ۲۱)، اور اب محدث بھی حدیث سے غافل ہوسکتا ہے؟؟

- صاحب المستدرک علی الصحیحین، امام ابوعبداللہ الحاکم الصغیرؒ (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ ''متروک''۔ **(لسان المیزان، الخلافیات للبیہقی: ج ۱: ص ۸۹)**

لیکن اس کے خلاف، خود امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے ان کی روایت کو ''المستدرک'' میں ذکر کیا ہے - جب کہ انہوں نے اپنے کتاب المستدرک میں صرف ثقات کی روایت لانے کی بات کہی ہے - اوران کی روایت کی تصحیح بھی فرمائی ہے، پھر حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے بھی ان کی تائید فرمائی ہے۔ **(المستدرک للحاکم مع التلخیص للذہبی: ج ۴: ص ۲۸۴، حدیث نمبر ۷۶۵۲، ج ۱: ص ۲۳۷، حدیث نمبر ۱۹۷۷)**، اسی طرح، اپنی ایک اور کتاب ''**معرفة علوم الحديث للحاكم**'' میں باب ''**هذا النوع من هذه العلوم معرفة جماعة من الرواة التابعين، فمن بعدهم لم يحتج بحديثهم في الصحيح، ولم يسقطوا**'' میں محمد بن عیسی بن حیان المدائنیؒ (م ۲۷۴ھ) کو ذکر کیا ہے۔ (ص: ۲۵۵)، اس سے معلوم ہوا کہ امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) کے نزدیک وہ متروک نہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ''**ليس لهم في الصحيح ذكر لفساد الطريق إليهم، لا لجرح فيهم فقد نزههم الله عن ذلك ۔۔ ومثال ذلك في الطبقة الخامسة من المحدثين: ۔۔۔۔۔۔ محمد بن عيسى بن حيان المدايني ۔۔۔۔۔۔ قال أبو عبد الله: فجميع من ذكرناهم في هذا النوع بعد الصحابة والتابعين فمن بعدهم قوم قد اشتهروا بالرواية، ولم يعدوا في الطبقة**

الأثبات المتقنين الحفاظ، والله أعلم''۔(ایضاً)

- حافظ اللالکائیؒ (م ۴۱۸؁ھ) کہتے ہیں کہ ''ضعیف''۔(تاریخ بغداد)، لیکن دوسری جگہ کہتے ہیں کہ ''صالح لیس یدفع عن السماع لكن كان الغالب عليه إقراء القرآن''۔(تاریخ بغداد: ج ۳: ص ۲۰۴)

پھر ان جروحات کے مقابلے میں،

* حافظ ابوعوانہ الاسفرائنیؒ (م ۳۱۶؁ھ) نے ان سے ''المسند الصحيح المخرج على صحيح مسلم'' میں روایت لی ہے۔(مستخرج ابی عوانۃ: ج ۱: ص ۲۴۹، حدیث نمبر ۷۱۳، ج ۱۱: ص ۴۱۹، حدیث نمبر ۴۷۵۵، طبع الجامعۃ الاسلامیۃ)

* حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴؁ھ) نے ان''الثقات''میں شمار کیا ہے۔(ج ۹: ص ۱۴۳، صحیح ابن حبان: حدیث نمبر ۷۲۶)

* حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵؁ھ) کے نزدیک بھی وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔(الکامل: ج ۴: ص ۱۰۱، ج ۱: ص ۷۹)

* حافظ ابوبکر البرقانیؒ (م ۴۲۵؁ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے، جیسا کہ حوالہ گزر چکا۔

* حافظ مغلطائیؒ (م ۷۶۲؁ھ) اور

* محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵؁ھ) نے ان پر موجود جروحات کا رد کیا ہے۔(شرح ابن ماجۃ للمغلطائی: ص ۲۲۲، عمدۃ القاری: ج ۳: ص ۱۸۰)

* شیخ عباس بن صفاخان بن شہاب الدین کہتے ہیں کہ ''فعلى هذا يتوقف في روايته إذا لم يتابع عليه''۔(مستخرج ابی عوانۃ: ج ۱: ص ۲۴۹، طبع الجامعۃ الاسلامیۃ)

* دکتور الشریف حاتم بن عارف العونی کہتے ہیں کہ ''والظاهر من مجموع اقوالهم انه ليس متروكا، وانه فی آخر مراتب التعديل ممن لا يقبل منهم الاغراب والتفرد باصل''۔(احادیث الشیوخ الثقات للقاضی المارستان: ج ۲: ص ۱۰۰۰)

چونکہ اس روایت میں ان کے متابع میں کئی ائمہ ثقات محمد بن خزیمۃ، ابوعمرو البصریؒ (م ۲۷۶؁ھ)، حافظ ابوالعباس البرتیؒ (م ۲۸۰؁ھ)، حافظ، امام محمد بن وضاح القرطبیؒ (م ۲۸۷؁ھ)، ابراہیم بن عبداللہ، ابومسلم الکجیؒ (م ۲۹۲؁ھ) ہیں۔

لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں، اور ان کو متروک کہنا مردود ہے۔ واللہ اعلم

(۶) حافظ مسلم بن ابراہیم الازدی البصریؒ (م ۲۲۲؁ھ)،

(۷) شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰؁ھ) اور ان کے متابع میں موجود ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ (م ۱۵۴؁ھ)،

(۸) اور قتادۃ بن دعامۃ (م ۱۱۹؁ھ) کی بھی توثیق گزر چکی۔

(۹) حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

چونکہ امالی ابن بشران اور **مشیخة البغدادية للسِلفي** میں حضرت انسؓ کی یہ روایت ''**مسلم بن إبراهيم, نا هشام, و شعبة, قالا: نا قتادة, عن أنس**'' کی سند سے ثابت ہے، اس لئے احکام القرآن للطحاوی کی طریق ''**حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أنس، قال: الأضحى يومان بعده**'' کا تعلق ماقبل کی روایت سے ہونے کا قوی احتمال ہے، کیونکہ ماقبل کی روایت کی سند میں ''**مسلم بن إبراهيم الأزدي، قال: حدثنا هشام الدستوائي**'' کا ذکر ہے۔ یعنی دونوں روایتوں کی مکمل سند اس طرح ہوگی۔

وما قد حدثنا محمد بن خزيمة، قال: حدثنا مسلم بن إبراهيم الأزدي، قال: حدثنا هشام الدستوائي، عن قتادة، عن أنس، قال: الذبح بعد العيد يومان و حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أنس، قال: الأضحى يومان بعده۔ (احكام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۶)

غالب گمان ہے کہ اسی وجہ سے، شیخ زبیر علی زئی صاحب نے اس روایت کی تصحیح فرمائی تھی۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۱۳:

امام ابو محمد ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

[حدثنا محمد بن سعيد بن نبات ثنا عبد الله بن نصر ثنا قاسم بن أصبغ ثنا محمد بن وضاح ثنا موسى بن معاوية ثنا وكيع بن الجراح] ومن طريق وكيع عن شعبة عن قتادة عن أنس قال: الأضحى يوم النحر ويومان بعده۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ''۱۰'' ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے ''۲'' دن ہیں۔ **(المحلی لابن حزم: ج ۶: ص ۴۰، ج ۱: ص ۱۰۹، طبع دار الفکر، بیروت، المحلی: ج ۷: ص ۲۷۱، طبع دار ابن حزم)**

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ)،

(۲) محمد بن سعید بن محمد بن نبات، ابو عبد اللہ الاموی القرطبیؒ (م ۴۲۹ھ)،

(۳) عبد اللہ بن محمد بن نصر اللخمی القرطبی الزاہدؒ (م ۳۷۱ھ)،

(۴) حافظ قاسم بن اصبغ القرطبیؒ (م ۳۴۰ھ)،

(۵)　الحافظ الکبیر، امام محمد بن وضاح القرطبیؒ (م ۲۸۷ھ)،

(۶)　ابوجعفر، موسی بن معاویہ الصمادحیؒ (م ۲۲۵ھ)،

(۷)　امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ)،

(۸)　شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ) اور

(۹)　قتادۃ بن دعامۃ (م ۱۱۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔ **(دیکھئے ص: ۱۳-۱۴، ۱۶، ۱۹)**

(۱۰)　حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن و متصل ہے، واللہ اعلم۔ **(دیکھئے ص: ۱۰)**

خلاصہ:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ یعنی یہ "۳" دن ہی قربانی کے ایام ہیں، یہ قول اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلاً علیؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، انسؓ اور ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، حجت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۳]

-مولانا عبد الرحیم صاحب قاسمی

* امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ

"کان وکیع جید الرای فی ابی حنیفة وکان یصفه بالورع وصحة الدین"

(۳۱) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ)، امام صاحبؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے، اور انہیں تقوی وصحتِ دین سے متصف کرتے تھے۔ (مناقب ابی حنیفة للمکی: ص ۱۷۲، طبع بیروت)

- ایک اور روایت میں امام وکیعؒ (م ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ

"لقد وجد الورع عن ابی حنیفة فی الحدیث مالم یوجد عن غیرہ"

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے حدیث میں وہ تقوی اور احتیاط پائی گئی، جو ان کے علاوہ دوسروں میں نہیں پائی گئی۔ (مناقب ابی حنیفة للمکی: ص ۱۷۲، طبع بیروت)

- امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (دراسات حدیثیة متعلقة بمن لایروی الا عن ثقة للوصابی: ص ۳۷۴)

اور امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) نے بھی امام صاحب سے روایت لی ہے۔ (سیر: ج ٦: ص ۳۹۴، تہذیب الکمال: ج ۲۹: ص ۴۱۷)

(۳۲) مشہور امام، حافظ صفی الدین الخزرجیؒ (م بعد ۹۲۳ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے بارے میں کہا کہ

"وثقه ابن معين وقال ابن المبارك ما رأيت في الفقه مثل أبي حنيفة وقال مكي أبو حنيفة أعلم أهل زمانه وقال القطان لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة قال ابن المبارك ما رأيت أورع منه"۔

ابن معینؒ نے ان کی توثیق کی ہے، ابن مبارکؒ کہتے ہیں کہ میں نے فقہ میں ابوحنیفہ جیسا نہیں دیکھا، مکیؒ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے، قطانؒ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے جھوٹ نہیں بولتے ہم نے ابوحنیفہ سے بہتر رائے کسی کی رائے نہیں سنی، ابن المبارکؒ کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ متقی نہیں دیکھا۔ (خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال: ص ۴۰۲)

(۳۳) امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت لی ہے۔ (فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام: ص ۱۹۴، کشف الآثار للحارثی: ج ۱: ص ۵۴۳، عقود الجمان للصالحی: ص ۱۵۷، ۱۱۵، تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۵۱) اور آپؒ

بھی اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔(**اتحاف النبیل: ج۲:ص۱۲۳، دراسات حدیثیة متعلقة بمن لا یروی الا عن ثقة للوصابی:ص۳۷۹**)

- وہ خود کہتے ہیں کہ

"لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله"

ہم اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے، ہم نے امام ابوحنیفہؒ سے بہتر رائے نہیں سنی اور ہم نے ان کے اکثر اقوال کو لیا ہے۔

* آگے ابن معینؒ (م۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ

"يذهب فِي الفتوى إِلَى قول الكوفيين ويختار قوله من أقوالهم ويتبع رأيه من بين أصحابه"۔

یحیی بن سعید القطانؒ (م۱۹۸ھ) فتاوی کے سلسلے میں اہل کوفہ کے فتاوی کی طرف جاتے اور علماء کے اقوال میں سے اہل کوفہ کا قول اختیار کرتے اور اس قول کی اپنے اصحاب کے درمیان میں اتباع کرتے (تھے)۔(**تاریخ بغداد: ج۱۳: ص۳۴۵، تذہیب تہذیب الکمال للذہبی: ج۹:ص۲۲۱، الکامل لابن عدی: ج۸:ص۲۴۰، تاریخ ابن معین بروایت الدوری: رقم ۴۵۶۱**)

- ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ

"ليس للناس غنية عن ابی حنيفة فی مسائل تنوبهم ثم قال وكان فی اول امره لم يكن كل ذاك، ثم استعجل امره بعد ذلك وعظم"۔

لوگوں کو ان کے پیش آمدہ مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے بغیر چارہ نہیں، شروع میں ان کا وہ علمی مقام نہیں تھا، پھر جلد ہی ان کا بڑا مقام ہوگیا۔(**کشف الآثار للحارثی: ج۱:ص۵۴۴، الکامل لابن عدی: ج۴:ص۳۸۱**)

- عبد الملک بن قریب، ابوسعید الاصمعیؒ (م۲۱۶ھ) کی روایت میں

"قيل ليحيى بن سعيد: كيف تترك رايك وتفتى برای ابی حنيفة؟ فقال والله لو كان الحسن البصری حيا لترك رايه لرای ابی حنيفة، وانه والله لا علم هذه الامة بما جاء عن الله ورسوله"

یحیی بن سعید القطانؒ (م۱۹۸ھ) سے کہا گیا کہ آپ کیسے اپنی رائے کو ترک کر کے امام ابوحنیفہؒ کی رائے پر فتوی دیتے ہیں؟ تو امام یحیی بن سعید القطانؒ (م۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ اگر (آج) حسن بصریؒ زندہ ہوتے، تو وہ بھی امام ابوحنیفہؒ کی رائے کی وجہ سے اپنی رائے کو ترک کر دیتے اور اللہ کی قسم امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) اس امت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو سب

سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ (**نوادر الاصمعی** بحوالہ مقدمۃ کتاب التعلیم لمسعود بن شیبۃ السندی: **ص ۱۳۴**)

(۳۴) صاحب **کشف الخفاء**، مشہور محدث اسماعیل العجلونیؒ (م ۱۱۶۲ھ) نے کہا:

''**فهو رضي الله عنه حافظ حجة فقيه**''۔ (**عقد الجوہر الثمین للعجلونی: ص ۲۰**)

(۳۵) ثقہ، ثبت، امام مسعر بن کدامؒ (م ۱۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ

''**طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا۔۔۔**''

میں نے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ حدیث طلب کی، تو وہ ہم پر غالب رہے۔ (**کتاب تحفۃ السلطان لابن کاس** بحوالہ مناقب ابی حنیفۃ للذہبی: ص ۴۳)

اب جو ثقہ، ثبت، امام مسعرؒ (م ۱۵۵ھ) وغیرہ پر حدیث کے سلسلے میں غالب تھا، کیا وہ قلیل الحدیث اور سوء الحفظ ہوگا؟؟؟

(۳۶) ملک العلماء، امام علاء الدین الکاسانیؒ (م ۵۸۷ھ) نے کہا:

''**كان من صيارفة الحديث، و كان من مذهبه تقديم الخبر، و إن كان في حد الآحاد على القياس بعد أن كان راويه عدلا ظاهر العدالة**''۔

وہ حدیث کی پرکھ رکھنے والے ماہرین میں سے تھے، اور ان کا مذہب حدیث کو قیاس پر مقدم رکھنا تھا، چاہے وہ حدیث خبر واحد کے قبیل سے ہو، جبکہ اس کا راوی ظاہری طور پر عادل ہو۔ (**البدائع الصنائع: ج ۵: ص ۱۸۸**)

(۳۷) ثقہ، ثبت، امام مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ

''**كان أبو حنيفة تقيا زاهدا عالما راغباً في الآخرة صدوق اللسان احفظ اهل زمانه**''۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) متقی تھے، زاہد اور عالم تھے، آخرت کی طرف راغب تھے، صدوق تھے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ حافظ والے تھے۔ (مناقب للمکی: **ص ۱۹۰، طبع بیروت، تذہیب تہذیب الکمال: ج ۹: ص ۲۲۱**)

(۳۸) امام کمال الدین ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۴۱، ۳۳۸**)

(۳۹) مشہور ثقہ، عابد، حافظ الحدیث، امام ابوبکر بن عیاشؒ (م ۱۹۴ھ) فرماتے ہیں کہ

''**كل من قال في ابي حنيفة شيئا يريد نقصه فهو آثم، لانا فلينا امره ظهراً لبطن، فلم نر الا خيرا، لكن الحسد**''

جس شخص نے بھی امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جس سے مقصود آپ کی تنقیص ہے تو وہ گنہ گار ہے، اس لئے

کہ ہم نے آپ کے معاملہ کو اندر باہر ہر طرح سے ٹٹولا تو سوائے خیر کے کچھ نہیں پایا، لیکن (ان لوگوں کے دل میں) حسد (ہے))۔

(کشف الاثار الشریفۃ للحارثی: ج۱: ص۲۱۹)

- ایک اور روایت میں فرمایا ہے کہ

"ولا تنکروا فضل من فضلہ اللہ تعالی"

ان لوگوں کی فضیلت کا انکار مت کرو، جن کو اللہ نے فضیلت بخشی ہے۔ **(ایضاً)**

(۴۰) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام عبد القادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) کہتے ہیں کہ

"الاسناد اسناد صحیح و ابو حنیفۃ ابو حنیفۃ"

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) تو ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) ہیں۔ **(الحاوی للقرشی: ج۱: ص۳۲۶)**

امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، ثبت، حجت، امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) کے نزدیک بھی، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔ چنانچہ صدوق، امام ابوالمؤید، الموفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ

واخبرنی الحافظ ابو الخیر عبد الرحیم بن محمد بن احمد فیما کتب الی من اصبھان انا ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیرفی باصبھان اذنا انا ابو الحسین محمد بن احمد الاسکاف انا ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن مندۃ انا الامام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی قال اخبرنا محمد بن الحسن الکرمانی سمعت العباس بن محمد سمعت یحیی بن معین یقول کان وکیع جید الرای فی ابی حنیفۃ و کان یصفہ بالورع و صحۃ الدین۔

امام ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) کہتے ہیں کہ امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ)، امام صاحبؒ کے بارے میں بہت جید رائے رکھتے تھے اور وہ امام صاحب کے تقوی اور ان کے صحۃ الدین کی تعریف کرتے تھے۔ (**مناقب ابو حنیفۃ للمکی: ص ۱۷۲، طبع بیروت، کشف الآثار الشریفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۲۸۰**)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام ابوالمؤید، الموفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ)،

(۲) حافظ ابوالخیر، عبدالرحیم بن محمد بن احمد الاصبہانیؒ (م ۵۶۸ھ)،

(۳) ابوالفرج، سعید بن ابی الرجاء الصیرفیؒ (م ۵۳۲ھ)،

(۴) ابوالحسین، احمد بن محمد الاسکافؒ،

(۵) ابوعبداللہ، محمد بن اسحاق بن مندہؒ (م ۳۹۵ھ)،

(۶) ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، وغیرہ کی توثیق گزر چکی ہے۔ (دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص ۶۲، ش ۱۹: ص ۲۲**)

(۷) محمد بن الحسن الکرمانیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۶۶-۶۷**)

(۸) حافظ عباس بن محمد الدوریؒ (م ۲۷۱ھ) سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۱۸۹**)

(۹) امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، امام الجرح والتعدیل اور امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔

(تقریب، سیر)

(۱۰) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، ثبت، حجت، امام ہیں۔ **(التکمیل لابن کثیر)**

لہذا یہ سند حسن ہے اور معلوم ہوا کہ امام وکیعؒ (م ۱۹۷ھ) کے نزدیک امام صاحبؒ ثقہ ہیں، مزید کچھ تائیدات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

تائید نمبر ۱:

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرني الخلال، أخبرنا الحريري علي بن عمرو أن علي بن محمد النخعي حدثهم قال: حدثنا نجيح - يعني ابن إبراهيم - حدثنا ابن كرامة قال: كنا عند وكيع يوما فقال رجل: أخطأ أبو حنيفة، فقال وكيع: كيف يقدر أبو حنيفة يخطئ ومعه مثل أبي يوسف وزفر في قياسهما، ومثل يحيى بن أبي زائدة، وحفص بن غياث، وحبان، ومندل في حفظهم الحديث، والقاسم بن معن في معرفته باللغة العربية، وداود الطائي، وفضيل بن عياض في زهدهما وورعهما؟ من كان هؤلاء جلساؤه لم يكد يخطئ لأنه إن أخطأ ردوه۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۴: ص ۲۵۰، طبع بیروت)

ابن کرامہؒ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم وکیعؒ کے پاس تھے کہ ایک شخص نے کہا: ابوحنیفہ نے خطا کی، تو وکیعؒ نے کہا: کیسے مانا جائے کہ ابوحنیفہؒ نے خطا کی، جبکہ ان کے ساتھ ابو یوسف اور زفر جیسے قیاس کرنے والے، اور یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حبان اور مندل جیسے حفاظ حدیث، قاسم بن معن، جیسے عربی داں اور داؤد طائی و فضیل بن عیاض جیسا زاہدین و متقین لوگ ہیں، جس کے ہم نشین ایسے لوگ ہوں، بہت مشکل ہے کہ وہ کوئی غلطی کرے، اس لئے کہ اگر وہ غلطی کرے گا تو یہ لوگ اس کی اصلاح کر دیں گے۔

سند کی تحقیق:

(۱) امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، امام، حافظ الحدیث بلکہ حافظ المشرق ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۴۱۸**، سیر)

(۲) الحسن بن محمد، حافظ ابو محمد الخلالؒ (م ۴۳۹ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(سیر: ج ۱۷: ص ۵۹۳)**

(۳) علی بن عمرو بن سہل، ابو الحسن الحریریؒ (م ۳۸۰ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱۲: ص ۲۲)**

(۴) علی بن محمد المعروف بابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) بھی ثقہ، فاضل، امام ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۴۰)**

(۵) نجیح بن ابراہیم الکوفی الفقیہؒ (م ۲۷۸ھ) بھی ثقہ ہیں۔

حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۶ھ) نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے نزدیک بھی شیخ صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج۹: ص ۲۲۰، الکامل: ج۲: ص ۲۵۴، ج۱: ص۷۹**)،

امام ابوعوانہؒ (م ۳۱۶ھ) نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (**صحیح ابی عوانہ: ج۳: ص۲۸ نسخۃ دارالمعرفۃ، بیروت**)،

نیز شیخ اکرم بن محمد الاثری اور شیخ احمد شاکرؒ نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**معجم الشیوخ الطبری: ص ۶۳۸**)

(۶) ابن کرامۃ سے مراد محمد بن عثمان بن کرامۃ الکوفیؒ (م ۲۵۶ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: ۶۱۳۴**)

(۷) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند صحیح ہے۔

<u>تائید نمبر ۲:</u>

صدوق، امام ابوالمؤید، الموفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ

واخبرنی الحافظ ابو الخیر عبد الرحیم بن محمد بن احمد فیما کتب الی من اصبهان انا ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیر فی باصبهان اذنا انا ابو الحسین محمد بن احمد الاسکاف انا ابو عبدالله محمد بن اسحاق بن مندة انا الامام ابو محمد عبدالله بن محمد بن یعقوب الحارثی قال اخبرنا القاسم بن عباد سمعت یوسف الصفار یقول سمعت وکیعاً یقول لقد وجد الورع عن ابی حنیفة فی الحدیث مالم یوجد عن غیره۔

امام وکیعؒ (م ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے حدیث میں وہ تقوی اور احتیاط پائی گئی، جو ان کے علاوہ دوسروں میں نہیں تھی۔ (**مناقب ابو حنیفة للمکی: ص ۱۷۲، طبع بیروت، کشف الآثار الشریفة للحارثی: ج۱: ص ۲۸۰**)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام ابوالمؤید، الموفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ)،

(۲) حافظ ابوالخیر، عبدالرحیم بن محمد بن احمد الاصبہانیؒ (م ۵۶۸ھ)،

(۳) ابوالفرج، سعید بن ابی الرجاء الصیرفیؒ (م ۵۳۲ھ)،

(۴) ابوالحسین، احمد بن محمد الاسکافؒ،

(۵) ابوعبداللہ، محمد بن اسحاق بن مندہؒ (م ۳۹۵ھ)،

(۶) ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، وغیرہ کی توثیق گزر چکی ہے۔ (دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۴: ص ۶۲**،

ش۱۹:ص۲۲)

(۷)　القاسم بن عباد سے مراد ابو محمد، قاسم بن محمد بن عباد البصری اور وہ ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۵۴۹۲، مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج۲:ص ۹۱۳، الانتقاء لابن عبد البر: ص ۱۳۳، ۱۳۸، موسوعة فضائل سور و آيات القرآن - القسم الصحيح للشيخ محمد بن رزق: ج۱: ص ۲۳۴)

(۸)　یوسف بن یعقوب الصفار الکوفیؒ (م ۲۳۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۷۸۹۷)

(۹)　امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند حسن ہے اور غور فرمایئے! امام وکیعؒ (م ۱۹۷ھ) نے حدیث میں امام صاحبؒ کی تعریف فرمائی ہے۔

تائید نمبر ۳:

حافظ المغرب، امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ

نا حكم بن منذر بن سعيد قال نا يوسف بن أحمد بمكة قال نا أبو سعيد بن الأعرابي قال نا عباس الدوري قال سمعت يحيى بن معين يقول ما رأيت مثل وكيع وكان يفتي برأي ابي حنيفة۔

حافظ یحیی بن معینؒ کہتے ہیں کہ میں نے وکیعؒ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا، وہ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے قول پر فتوی دیتے تھے۔(الانتقاء لابن عبد البر: ص ۱۳۶)

سند کی تحقیق:

(۱)　امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، بلکہ حافظ المغرب ہیں۔(تاریخ الاسلام: ج۱۰:ص۱۹۹)

(۲)　حکم بن منذر بن سعیدؒ (م ۴۲۰ھ) بھی ثقہ ہیں۔(کتاب الثقات للقاسم: ج۳:ص ۴۹۰)

(۳)　ابو یعقوب، یوسف بن احمد الصید لانیؒ (م ۳۸۸ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۳:ص ۲۸۴۔

(۴)　ابو سعید، احمد بن محمد بن زیاد ابن الاعرابیؒ (م ۳۴۰ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، امام ہیں۔(کتاب الثقات للقاسم: ج۲:ص۱۶، تاریخ الاسلام: ج۷:ص ۷۳۳)

(۵)　حافظ عباس بن محمد الدوریؒ (م ۲۷۱ھ) اور

(۶)　امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند حسن ہے، معلوم ہوا کہ امام وکیعؒ (م ۱۹۷ھ) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، جید، صحة الدين ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت لی ہے۔ چنانچہ حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق، قال: حدثنا أحمد بن علي بن عمر بن حبيش الرازي، قال: سمعت محمد بن أحمد بن عصام، يقول: سمعت محمد بن سعد العوفي، يقول: سمعت يحيى بن معين، يقول: سمعت يحيى القطان، يقول: جالسنا، والله، أبا حنيفة وسمعنا منه، وكنت، والله، إذا نظرت إليه عرفت في وجهه أنه يتقي الله عز وجل۔ (تاريخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۵۱، طبع دار الكتب العلمية، بيروت) [۱]

امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم امام صاحبؒ کے ساتھ بیٹھے اوران سے سماع کیا۔۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ ثقہ، ثبت، حافظ ابوالقاسم، ابن ابی العوامؒ (م ۳۳۵ھ)، حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، حافظ الصالحیؒ (۹۴۲ھ) وغیرہ نے امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) کو امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ (**فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام: ص ۱۹۴، کشف الآثار للحارثی: ج ۱: ص ۵۴۳، عقود الجمان للصالحی: ص ۱۵۷، ۱۱۵**) اور آپؒ بھی اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (**اتحاف النبیل: ج ۲: ص، ۱۲۳، دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لا یروی الا عن ثقۃ للوصابی: ص ۳۷۹**)

لہذا امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔

- عبدالملک بن قریب، ابوسعید الاصمعیؒ (م ۲۱۶ھ) کی روایت میں

"قیل لیحیی بن سعید: کیف تترک رایک وتفتی برای ابی حنیفۃ؟ فقال واللہ لو کان الحسن البصری حیا

---

(۱) حافظ المشرق کی توثیق کی ضرورت نہیں ہے، ان کے شیخ محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رزق، ابوالحسن البزاز المعروف بابن رزقویہؒ (م ۴۱۲ھ) ثقہ، محدث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۴۵، تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۲۰۶**)، احمد بن علی بن عمر بن حبیش الرازیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۴۲۸**)، محمد بن احمد بن عصامؒ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (**تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۵۱، تہذیب الکمال: ج ۲۹: ص ۴۲۴، ج ۱: ص ۱۵۳**)، محمد بن سعد العوفیؒ (م ۲۷۶ھ) صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۶۰۸، کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۳۰۴**)، امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ، امام الجرح والتعدیل ہیں۔ (**تقریب**)، لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

لترک رایہ لرائ ابی حنیفۃ، وانہ واللہ لاعلم ھذہ الامۃ بما جاء عن اللہ و رسولہ"۔

یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) سے کہا گیا کہ آپ کیسے اپنی رائے کو ترک کر کے امام ابوحنیفہؒ کی رائے پر فتوی دیتے ہیں؟ تو امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ اگر (آج) حسن بصریؒ زندہ ہوتے، تو وہ بھی امام ابوحنیفہؒ کی رائے کی وجہ سے اپنی رائے کو ترک کر دیتے اور **اللہ کی قسم یقیناً، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اس امت میں اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں**۔ (نوادر الاصمعی بحوالہ مقدمۃ کتاب التعلیم لمسعود بن شیبۃ السندی: ص ۱۳۴)

- نیز حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ

"أخبرنا العتيقي، حدثنا عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الدمشقي - بها - حدثني أبي، حدثنا أحمد بن علي بن سعيد القاضي قال: سمعت يحيى بن معين يقول: سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول: لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة، ولقد أخذنا بأكثر أقواله. قال يحيى بن معين: وكان يحيى بن سعيد يذهب في الفتوى إلى قول الكوفيين، ويختار قوله من أقوالهم، ويتبع رأيه من بين أصحابه" [۱]

امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ ہم اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے، ہم نے امام ابوحنیفہؒ سے بہتر رائے نہیں سنا اور ہم ان کے اکثر اقوال کو لیا ہے۔ آگے ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) فتاوی کے سلسلے میں اہل کوفہ کے فتاوی کی طرف جاتے اور اہل کوفہ کے اقوال میں امام صاحبؒ کے قول کو اختیار کرتے اور (اگر ان کا اور ان کے اصحاب کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا)، تو ان کے اصحاب کے اقوال کے مقابلے میں، ان کے قول کی اتباع کرتے (تھے)۔ (**تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۴۵، نیز دیکھئے تذہیب تہذیب الکمال للذہبی: ج ۹: ص ۲۲۱، الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۲۴۰، تاریخ ابن معین بروایت الدوری: رقم ۴۵۶۱**)

- صدوق، امام، حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا علي بن الحسن بن عبدة، قال: حدثنا حنش بن حرب، قال: سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول: ليس للناس غنية عن أبي حنيفة في مسائل تنوبهم ثم قال وكان في أول أمره لم يكن كل ذاك ثم استعجل أمره بعد ذلك وعظم

(لوگوں کو ان کے پیش آمدہ مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے بغیر چارہ نہیں، شروع میں ان کا وہ علمی مقام نہیں تھا، پھر جلد ہی ان کا

---

(۱) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کے نزدیک اس سند میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (**تذہیب تہذیب الکمال للذہبی: ج ۹: ص ۲۲۱، ج ۱: ص ۱۱۰**)

بڑا مقام ہو گیا)۔(**کشف الآثار للحارثی: ج ۱: ص ۵۴۴، الکامل لابن عدی: ج ۴: ص ۳۸۱**)[۱]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) کے نزدیک،

- امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔[۲]
- امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، اس امت میں اللہ اور اس کے رسول کی ارشادات کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔
- امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) نے امام صاحبؒ کے اکثر اقوال کو لیا ہے۔

---

(۱) <u>سند کی تفصیل:</u>

- حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۔
- علی بن الحسن بن عبدة، ابو الحسن النجاد البخاریؒ (م ۲۹۰ھ) صدوق ہیں۔(**الکامل لابن عدی: ج ۳: ص ۴۹۹، ج ۱: ص ۹۷، تاریخ الاسلام: ج ٦: ص ۷۸۰**)
- ابو الحسن، حنش بن حرب البخاری البیکندیؒ بھی صدوق ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ٦۱، کتاب الثقات لابن حبان: ج ٦: ص ۲٦۳، الکامل لابن عدی: ج ۴: ص ۳۸۱، فتح الباب فی الکنی والالقاب: ص ۲۳۲**)
- یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) مشہور ثقہ، حافظ، امام، امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲) ''**قال علي بن المديني: قيل ليحيى بن سعيد القطان: كيف كان حديث أبي حنيفة؟ قال: "لم يكن بصاحب حديث**'' کے جواب میں عرض ہے کہ یہاں صاحب حدیث نہ ہونے سے مراد امام صاحبؒ کا قلیل الحدیث ہونا ہے۔ کیونکہ صاحب حدیث کا اطلاق کثیر الحدیث پر بھی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

اس کی وجہ حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) بیان کرتے ہیں کہ ''**قلت: لم يصرف الإمام همته لضبط الألفاظ والإسناد، وإنما كانت همته القرآن والفقه، وكذلك حال كل من أقبل على فن، فإنه يقصر عن غيره**'' میں کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہؒ نے حدیث کے الفاظ اور سند کو ضبط کرنے کو اپنا فن نہیں بنایا، بلکہ ان کا فن قرآن اور فقہ تھا اور یہی حال ہوتا ہے ہر اس شخص کا، جو کسی ایک فن کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ دوسرے فن سے باوجود قدرت کہ کمی کر دیتا ہے۔(**مناقب ابی حنیفۃ للذہبی: ص ۴۵**)

حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی اصل توجہ اور مشغولیت فقہ اور کتاب وسنت پر تھی۔ ان کی مجالس احادیث کی تحدیث اور سماع کی نہیں ہوتی تھی، برخلاف دیگر ائمہ محدثین کے۔

لیکن ظاہری بات ہے کہ سماع وتحدیث حدیث کی مجالس نہ ہونے کی وجہ سے، ان کو نہ قلیل الحدیث کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی الفاظ

- امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸؁ھ)، امام صاحبؒ کے عظمت کے قائل تھے۔

حدیث اور اس کی اسناد میں خطا کرنے والا، خاص طور سے جب کہ دیگر اقوال ان کے جید الحفظ اور اسناد کے محفوظ رکھنے پر صریح ہیں، جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئی گی۔ یہی وجہ ہے کہ خود حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰؁ھ) کو **"حفاظ حدیث"** اور ائمہ محدثین کے طبقہ میں شمار کرتے ہیں۔ لہذا یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸؁ھ) کے قول سے امام صاحبؒ کی تضعیف ثابت نہیں ہوتی۔

ثبت، امام مسعر بن کدامؒ (م ۱۵۵ھ) کا حدیث میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے مقام کا اقرار۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

ثقہ، حافظ، ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) فرماتے ہیں کہ [۱]

[حدثنا] أبو يحيى بن أبي ميسرة، ثنا خلاد بن يحيى، قال: قال مسعر بن كدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون۔

مسعر بن کدامؒ کہتے ہیں کہ میں نے احادیث ابوحنیفہؒ کے ساتھ حاصل کیا، تو وہ ہم سے آگے بڑھ گئے، پھر ہم نے زہد کی راہ

---

(۱) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ

- **محمد بن علي بن عفان، ثنا يحيى بن عبد الحميد الحماني، عن أبيه، قال: كنت عند أبي حنيفة، فجاءه رجل، فقال: سمعت سفيان ينال منك، ويتكلم فيك، فقال: غفر الله لنا ولسفيان، لو أن سفيان فقد في زمن إبراهيم النخعي، لدخل على المسلمين فقده۔**
- **محمد بن الصقر بن مالك بن مغول، سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة، يقول: قال أبو حنيفة: استحل مني ابن أبي ليلى ما لا أستحله أنا من بهيمة۔**
- **أبو يحيى بن أبي مسرة، ثنا خلاد بن يحيى، قال: قال مسعر بن كدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون۔**
- **قال ابن كأس: ثنا أبو بكر المروزي، سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل، يقول: "لم يصح عندنا أن أبا حنيفة رحمه۔۔ (مناقب الامام: ص ۴۳)**

غور فرمائیں! پہلی روایت حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے ابن کاسؒ (م ۳۲۴ھ) کی کتاب سے نقل کی ہے، کیونکہ محمد بن علی بن عفانؒ (م ۲۷۰ھ)، ابن کاسؒ (م ۳۲۴ھ) کے اساتذہ میں سے ہے۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۴۹۸**)، دوسری روایت بھی ابن کاسؒ (م ۳۲۴ھ) کی کتاب سے لی گئی ہے۔ (**تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۷۷**)، کیونکہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) کی کتاب سے، ان کی روایات کو اپنے تاریخ میں ذکر کیا ہے، اور ان کی کتاب کا نام "**تحفۃ السلطان**" ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۳: ص ۱۲۸**۔ اور چوتھی روایت بھی ابن کاسؒ سے مروی ہے، جیسا کہ خود حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے تصریح فرمائی ہے۔

لی تو اس میں بھی وہ ہم سے آگے نکل گئے، پھر ہم ان کے ساتھ حصول فقہ میں مشغول ہو گئے تو جو کام انہوں نے کیا وہ آپ دیکھ ہی رہے ہو۔ (**کتاب تحفۃ السلطان لابن کاس النخعی** بحوالہ **مناقب الامام للذہبی: ص ۴۳**)

سند کی تحقیق:

(۱) علی بن محمد بن الحسن، ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**ارشاد القاصی الدانی: ص ۴۳۹**)

(۲) ابو یحیی، عبداللہ بن احمد بن زکریا بن ابی مسرۃ المکیؒ (م ۲۷۹ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۴۶۸**)

(۳) خلاد بن یحیی السلمیؒ (م ۲۱۳ھ) صحیح بخاری وغیرہ کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۷۶۶**)

(۴) مسعر بن کدام الکوفیؒ (م ۱۵۵ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۶۰۵**)

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) حصول حدیث اور اس کی کثرت کے سلسلے میں اپنے معاصرین پر غالب تھے، غور کرنے کے بات ہے، اب کیا ایسا راوی قلیل الحدیث، کثیر الخطاء اور برے حافظے والا ہو سکتا ہے؟؟؟

پس اسی منہج کے پیش نظر، ''أبو یحیی بن أبي مسرة'' کی اس روایت کو بھی حافظ ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ پچھلی ''۲'' روایات اور اگلی روایت ان ہی سے مروی ہے اور ابو یحیی، عبداللہ بن احمد بن ابی مسرۃؒ (م ۲۷۹ھ)، ابن کاسؒ (م ۳۲۴ھ) کے شیوخ کے طبقہ سے ہیں۔ نیز تحفۃ السلطان کے نام سے ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے مناقب پر کتاب بھی لکھی، جہاں سے حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے اپنی اس کتاب ''مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه'' میں روایات ذکر کی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۳: ص ۱۲۸**۔

ان وجوہات کی بنا پر اس روایت کو حافظ ابن کاس النخعیؒ (م ۳۲۴ھ) اور ان کی کتاب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

ثقہ، ثبت، امام مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) صدوق اور احفظ اھل زمانہ ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

صدوق، امام موفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ

''اخبرنا الامام ابو النجیب سعید بن عبد اللہ المروزی کتابہ الی من ھمذان رحمۃ اللہ عن ابی الطیب طلحۃ بن الحسین الصالحانی عن ابی الفتح احمد بن محمد العطار عن ابی احمد الحافظ العسکری باسناد الی مکی بن ابراھیم قال کان ابو حنیفۃ تقیا زاھدا عالما راغباً فی الآخرۃ صدوق اللسان احفظ اھل زمانہ''۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) متقی تھے، زاہد اور عالم تھے، آخرت کی طرف راغب تھے، صدوق تھے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ حافظہ والے تھے۔ **(مناقب للمکی: ص ۱۹۰، طبع جدید، دار الکتاب العربی، بیروت)**

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱)　امام موفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) کی توثیق گزر چکی۔ **(مجلہ الاجماع: ش: ص)**

(۲)　ابوالنجیب، سعید بن عبد اللہ المروزیؒ بھی صدوق ہیں۔ کیونکہ خطیب موفق بن احمد المکیؒ نے ان کو 'امام، حافظ'' قرار دیا ہے، جو کہ ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ **(مناقب للمکی: ص ۲۵۱، طبع قدیم)**

(۳)　ابوالطیب، طلحۃ بن الحسین الصالحانیؒ (م ۵۱۵ھ) بھی صدوق ہیں۔

حافظ ابوسعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) نے کہا: **''کان شیخاً صالحاً کثیر السماع''۔ (التحبیر فی المعجم الکبیر: ج ۱: ص ۳۵۱)**

(۴)　ابوفتح، احمد بن محمد بن علی ابن العطار الاصبہانیؒ (م ۴۴۲ھ) بھی صدوق ہیں۔

ان سے ایک جماعت مثلاً ان کے بیٹے ابوالحسین، محمد بن ابی الفتح الاصبہانیؒ (م ۵۱۷ھ)، ابوالطیب، طلحۃ بن الحسین الصالحانیؒ (م ۵۱۵ھ)، یحیی بن الحسین الشجری الجرجانیؒ (م ۴۹۹ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۱۱: ص ۲۸۰، ترتیب الامالی للشجری: ج ۲: ص ۱۴۵)**

ان پر کوئی جرح بھی نہیں ملی، لہذا وہ صدوق ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۲)**

(۵) حافظ ابواحمد العسکریؒ (م ۳۸۲ھ) متقن، امام ہیں۔ (انباہ الرواۃ للقفطی: ج ۱: ص ۳۴۵)

معلوم ہوا کہ یہ سند حافظ ابواحمد العسکریؒ (م ۳۸۲ھ) تک ثابت ہے، البتہ الموفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) نے ان کے آگے سند ذکر نہیں کی۔ لیکن حافظ علی بن محمد بن نصر، ابوالحسن الدینوریؒ (م ۳۶۹ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا عبیداللہ بن ابی بکر حدثنا حکیم بن احمد اجازۃ ثنا محمد بن احمد بن اسحاق ثنا محمد بن یاسین ثنا ابو بکر محمد بن سھل العطار قال کنت عند مکی بن ابراھیم الشیخ الصالح، فذکر عندہ ابو حنیفۃ فوقع فیہ رجلا فاطرق مکی طویلا فقال لہ اصحابہ حدثنا رحمک اللہ فقال مکی: کان ابو حنیفۃ تقیا نقیا زاھدا عالما راغباً فی الآخرۃ صدوق اللسان من حفاظ اھل زمانہ۔ (مخطوطۃ مناقب امام الائمۃ ابی حنیفۃ: ص ۱۵۴، مکتبۃ السلطان مراد الثانی مغنیسا/ ترکیا، رقم ۱۳۴۲/ ۳)

98
كتاب مناقب
امام الائمه ابی حنیفه النعمان بن ثابت
وفضائله ووفاته واخبار اصحابه رضی الله
عنهم اجمعین
جمع الشیخ الامام الحافظ ابی الحسن علی بن محمد بن نصر الدینوری
رحمه الله
روایه ابی جعفر حنبل بن علی بن الحسن السجزی عنه
روایه الحافظ ابی بکر محمد بن علی بن یاسر الجیانی

حدثنا عبد الله بن أبي بكر بن حكيم بن أحمد بن حازم
بن محمد بن أحمد بن إسحاق بن محمد بن ياسين ثنا أبو بكر محمد بن سهل
العطار قال كنت عند مكي بن إبراهيم الشيخ الصالح فذكر
عنده أبو حنيفة فوقع فيه رجل فأطرق مكي طويلا
فقال له أصحابه حدثنا رحمك الله فقال مكي كان أبو حنيفة
تقيا نقيا زاهدا عالما لمادا راغبا في الآخرة صدوق اللسان
من حفاظ أهل زمانه ٥

قول أبي يوسف يعقوب فيه

حدثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن عمار بن محمد الرازي ثنا
عبد الصمد بن عبد الرحمن ثنا محمد بن أحمد بن عمار بن علي ثنا محمد بن نصر
ثنا عمر بن أحمد بن محمد بن المغلس ثنا محمد بن سماعة قال قال أبو يوسف
كان أبو حنيفة خلف من مضى وما خلف والله على وجه
الأرض مثله ٥ حدثنا حمزة بن يوسف بن إبراهيم
السهمي ثنا عبد الله بن علي ثنا أحمد بن جشمرد ثنا محمد بن صدقة
سمعت سعيد بن منصور قال سمعت عبد الرحمن بن زياد
الرصافي يقول سمعت شعبة يقول أبو حنيفة غلب الناس بالرأي
كما غلبهم أبو مسلم بالسيف ٥

قول أبي مقاتل السمرقندي فيه

سند کی تحقیق:

(۱) محدث علی بن محمد بن نصر، ابوالحسن الدینوریؒ (م ۴۶۹ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(التقیید لابن نقطة: ج۱: ص ۴۱۵، سیر اعلام النبلاء: ج۱۸: ص ۳۶۹، ذیل تاریخ بغداد لابن نجار طبع مع تاریخ بغداد: ج۱۹: ص ۷۷، نسخة دار الکتب العلمیة)**

(۲) ابومحمد عبید اللہ بن احمد بن موسی بن ابی بکر الحنفیؒ صدوق ہیں، علماء نے ان کو ''فقیہ، قاضی، امام'' قرار دیا ہے۔ **(مناقب الامام ابی حنیفة للمکی: ص ۳۵، طبع جدید، مخطوطة مناقب للدینوری: ص۱۲۹)**
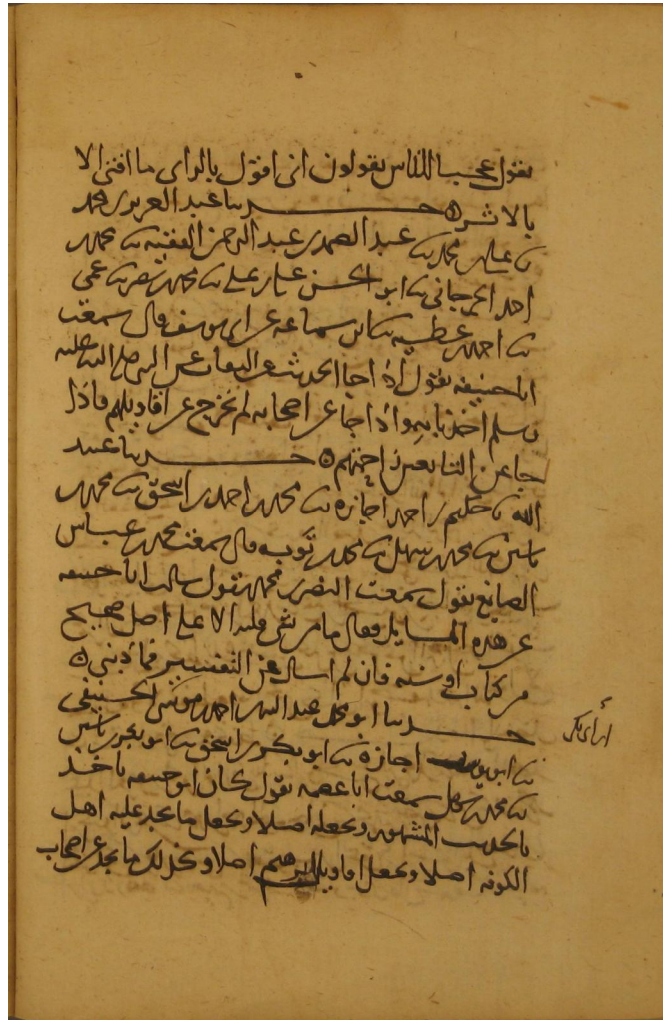
(۳) ابو یوسف، حکیم بن محمد کا ترجمہ نہیں مل سکا۔لیکن چونکہ یہ روایت ان سے پہلے حافظ ابو احمد العسکریؒ (م ۳۸۲ھ) نے بیان کردی تھی۔تو ان کے حالات نہ ملنا، صحت روایت کے خلاف نہیں ہے، نیز متابع سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ صدوق ہیں۔واللہ اعلم

(۴) ابوبکر محمد بن احمد بن اسحاق بن عبداللہ النیسابوری سے مراد - واللہ اعلم - روایت حدیث میں ''صدوق'' راوی محمد بن اسحاق، ابوبکر النیسابوری الصبغیؒ (م ۳۴۵ھ) ہیں، کما قال الحاکم ۔(الانساب للسمعانی: ج۸: ص۲۷۷، توضیح المشتبہ لابن ناصر الدین: ج۵: ص۴۰۵، مخطوطۃ مناقب ابی حنیفۃ للدینوری: ص۹۹)۔

99

معه وتبرك عليه انس بن مالك فابو حنيفة حُرٌّ وابوه
حُرٌّ وله روايات عن ابيه وعن انس وغيره من الصحابة
منهم من اسند عنه ومنهم من ارسل عنه وهو تابعي وابوه
ايضا تابعي ه حدثنا ابو محمد عبيد الله بن ابي بكر
قراءة عليه انا ابو يوسف حكيم بن احمد الجازه نا ابو بكر
محمد بن احمد بن اسحق بن عبد الله النيسابوري نا ابو بكر
محمد بن ياسين النيسابوري نا محمد بن سهل ابو بكر المروزي حدثني
النضر بن محمد نا يحيى بن نصر قال ولد ابو حنيفة بالكوفة ونشا
بها ه

باب في حليته ولباسه وزينته

حدثنا ابو الفضل عبد العزيز بن محمد بن احمد القلانسي
نا ابو الحسن علي بن محمد الرازي نا ابو سهل عبد الصمد
ابن عبد الرحمن الفقيه نا ابو جعفر محمد بن احمد الجرجاني نا
ابو الحسن علي بن علي بن الحسن بن علي قال قال ابو عبيد الله محمد
ابن عمران نا احمد بن خلف عن احمد بن محمد البوري عن ابي نعيم قال ولد
ابو حنيفة النعمان بن ثابت الفقيه رحمه الله في سنة ثمانين ه
حدثنا عبد العزيز بن محمد نا ابو الحسين علي بن محمد
الجوهري نا ابو سهل عبد الصمد بن عبد الرحمن الفقيه نا ابو
جعفر محمد بن احمد الجرجاني نا ابو عبيد الله محمد بن عمران نا احمد بن خلف

(۵) ابوبکر محمد بن یاسین سے مراد صدوق راوی ابوبکر محمد بن یاسین بن النضر النیسابوریؒ (م ۲۹۳ھ) ہیں، کیونکہ وہ محمد بن اسحاق ،ابوبکر النیسابوری الصبغی (م ۳۵۴ھ) کے اساتذہ میں سے ہیں۔ (**تجريد الأسماء والكنى المذكورة في كتاب المتفق والمفترق للخطيب لابی القاسم عبيد الله بن علی الحنبلی: ج ۲ : ص ۲۳۰ ،تاریخ الاسلام: ج۶:ص۱۰۵۱**)

(۶) ابوبکر، محمد بن سہل البخاریؒ (م ۲۵۳ھ) صحیح مسلم، سنن نسائی وترمذی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۹۳۷**)

(۷) مکی بن ابراہیم البلخیؒ (م ۲۱۶ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۸۷۷**)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم،

اور ثابت ہوا کہ مکی بن ابراہیم البلخیؒ (م ۲۱۶ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) صدوق اور اپنے زمانے کے حفاظ الحدیث میں سے تھے ان پر غالب بھی تھے۔

مزید تائیدات درج ذیل ہیں:

تائید نمبر ۱:

- اسی طرح، حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا الخلال، أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا إسماعيل بن محمد الفارسي قال: سمعت مكي بن إبراهيم ذكر أبا حنيفة فقال: كان أعلم أهل زمانه۔

مکی بن براہیمؒ (م ۲۱۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اپنے زمانے کے سب سے زیادہ علم والے تھے۔ (**تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۴۴-۳۴۵**)

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کے نزدیک اس سند میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (**تذہیب تہذیب الکمال للذہبی: ج۹: ص۲۲۱، ج۱: ص۱۱۰**)

تائید نمبر ۲:

صدوق، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کہتے ہیں کہ

سمعت اسماعيل بن بشر قال: كنا في مجلس المكی، فقال: حدثنا ابو حنيفة فصاح رجل غريب حدثنا عن ابن جريج ولا تحدثنا عن ابی حنيفة فقال المكی: انا لا نحدث السفهاء، حرمت عليك ان تكتب عنی قم من مجلسی ،فلم يحدث حتی اقيم الرجل من مجلسه ثم قال: حدثنا ابو حنيفة ومر به۔

میں نے اسماعیل بن بشر کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ہم مکیؒ کی مجلس میں تھے، تو انہوں نے کہا: ہم سے ابوحنیفہ نے حدیث بیان کی، تو ایک اجنبی شخص چیخا ہم سے ابن جریج کے واسطے سے حدیث بیان کیجئے ابوحنیفہ کے واسطے سے مت بیان کیجئے، تو مکیؒ نے کہا: ہم بے وقوفوں کو حدیث بیان نہیں کرتے، میں تم پر حرام کرتا ہوں کہ تم مجھ سے لکھو، میری مجلس سے اٹھ جاؤ، پھر آپ نے اس وقت تک حدیث بیان نہیں فرمائی جب تک کہ اس شخص کو آپ کی مجلس سے اٹھا نہیں دیا گیا، پھر آپ نے کہا ہم سے ابوحنیفہ نے حدیث بیان کی، اور آگے سند بیان کی۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج ۲: ص ۴۵۵**)

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، اور اسماعیل بن بشر البلخیؒ کی توثیق کے لئے دیکھئے **کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۳۶۵**۔

تائید نمبر ۳:

صدوق، حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م **۳۴۰ھ**) ہی فرماتے ہیں کہ

حدثنا عبد اللہ بن عبید اللہ قال: سمعت ابا اسحاق ابراھیم بن ابی بکر المرابطی البخاری یقول: کنا عند المکی بن ابراھیم، فاراد ان یحدث لبعض من کان عندہ فقال: حدثنا ابو حنیفۃ، قال رجل: لا نرید حدیث ابی حنیفۃ، قال: فغضب المکی غضباً شدیدا حتی رئی ذلک فی وجھہ، فقال للرجل: من این انت؟ فقال: من اھل کرمانیۃ، قال: و این تکون کرمانیۃ؟؟ قال ھی من قری بخاری او بالقرب من بخاری، ذکر شیئا من ھذا المعنی، فقال: انا کتبنا ھذا معدن العلم، ویقول ھذا: لا نرید حدیث ابی حنیفۃ، فابی ان یحدثھم، فقال الرجل: تبت و اخطات، فابی ان یحدثھم، ذکر نحو ھذا۔

میں نے ابواسحاق کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ہم مکی بن ابراہیمؒ کے پاس تھے، تو ان کے پاس جو لوگ تھے ان میں سے کسی کو حدیث بیان کرنا چاہا، پس کہا ہم سے ابوحنیفہ نے حدیث بیان کی، ایک شخص نے کہا: ہم ابوحنیفہ کی حدیث نہیں چاہتے، کہتے ہیں: پس وہ سخت ناراض ہوئے، یہاں تک کہ اس کا اثر ان کے چہرے پر نظر آنے لگا، پھر آپ نے اس شخص سے کہا: تم کہاں کے ہو؟ اس نے کہا: کرمانیہ سے ہوں، انہوں نے کہا: کرمانیہ کہاں ہے؟ اس نے کہا یہ بخاریٰ کا ایک گاؤں ہے، یا بخاریٰ سے قریب ہے، اس طرح کی کوئی بات کہی، تو انہوں نے کہا: ہم نے یہ معدن العلم (میں) لکھا ہے، اور یہ کہتا ہے ہم ابوحنیفہ کی حدیث نہیں چاہتے، پس انہوں نے انہیں حدیث بیان کرنے سے انکار کر دیا، تو اس آدمی نے کہا میں توبہ کرتا ہوں، مجھ سے خطا ہوئی، مگر انہوں نے انہیں حدیث بیان کرنے سے انکار کیا، اس طرح انہوں نے ذکر کیا۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج ۲: ص ۴۵۴**)

اس سند کے بھی تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ ابو اسحاق، ابراہیم بن ابی بکر المرابطی البخاریؒ کی توثیق نہیں ملی۔ **(الانساب للسمعانی: ج ۱۲: ص ۱۶۷)**، لیکن چونکہ ثقہ راوی، اسماعیل بن بشر البلخیؒ ان کے متابع میں موجود ہیں، تو اس روایت میں ان پر کلام فضول ہے۔ واللہ اعلم

غور فرمائیں! اگر امام صاحبؒ **(م ۱۵۰ھ)** حدیث میں ضعیف، کثیر الخطاء، سئی الحفظ ہوتے، تو ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث امام مکی بن ابراہیمؒ **(م ۲۱۶ھ)**، امام صاحبؒ **(م ۱۵۰ھ)** کی روایات کو اتنی اہمیت دیتے ؟؟؟ جب کہ ان کے شاگرد امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** سے روایت بیان کرنے کو پسند بھی نہیں کر رہے تھے۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایات، امام مکیؒ **(م ۲۱۶ھ)** کے نزدیک، حدیث میں امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** کے عظمت و بلند مرتبہ پر واضح ہے۔ واللہ اعلم